THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Monday, February 03, 2014

(101st Session)

Volume II, No. 01

(Nos. 01-10)

CONTENTS

		Pages
1.	Recitation from the Holy Quran	1
2.	Panel of Presiding Officers	2
3.	Leave of Absence	2-4
4.	Commenced Resolution by Senator Farhatullah Babar. Re: Names of the Judges of the Superior Judiciary who have Dual nationality.	5-9
5.	Resolution by Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi. Government to Take Effective steps for Narcotics Control in the country.	10
6.	Resolution by Senator Karim Ahmed Khawaja, Implementation on Charter of Democracy.	13-18
7.	Resolution by Senator Farhatullah Babar, Amendment in the Official Secret Act, 1923.	19-23
8.	Resolution by Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi, Forensic Audit of PIA.	24-28
9.	Resolution by Senator Muhammad Talha Mehmood. To overcome unemployment in the country.	29-32
10.	Motion moved by Senator Nisar Mohammad: The Responsibility of the Government in pursuance of Article 148 of the Constitution.	33-52

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad.

Volume-II SP.II (01)/2014
No.01 15

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, February 03, 2014

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirty minutes past four in the evening with Mr. Chairman (Mr. Nayyer Hussain Bokhari) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَ
سَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِیَ فِی الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ﴿۳۲﴾ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ
دَآىِٕبَیْنِ ۚ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الَّیْلَ وَ النَّهَارَ ﴿۳۳﴾ وَ اٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ؕ وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا
تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ﴿۳۴﴾

ترجمہ:۔ اللہ وہ ہے جس نے آسمان اور زمین بنائے اور آسمان سے پانی نازل کیا پھر اس سے تمہارے کھانے کو پھل نکالے اور کشتیاں تمہارے تابع کر دیں تاکہ دریا میں اس کے حکم سے چلتی رہیں اور نہریں تمہارے تابع کر دیں اور سورج اور چاند کو تمہارے تابع کر دیا جو ہمیشہ چلنے والے ہیں اور تمہارے لئے رات اور دن کو تابع کیا اور جو چیز تم نے اس سے مانگی اس نے تمہیں دی اور اگر اللہ کی نعمتیں شمار کرنے لگو تو انہیں شمار نہ کر سکو بے شک انسان بڑا بے انصاف اور ناشکرا ہے۔

(سورۃ ابراھیم: آیات 32 تا 34)

Panel of Presiding Officers

Mr. Chairman: In pursuance of sub-Rule 1 of Rule 14 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012, I nominate the following members in order of precedence to form a panel of Presiding Officers for the 101st Session of the Senate of Pakistan.

1. Senator Syed Muzaffar Hussain Shah.
2. Senator Afrasiab Khatak.
3. Senator Muhammad Moshin Leghari.

Leave applications.

Leave of Absence

جناب چیئرمین: سینیٹر سردار فتح محمد محمد حسنی صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ اجلاس کے دوران مورخہ 15,17,20 جنوری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا یہ ایوان ان کی رخصت منظور فرماتا ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر سردار محمد یعقوب خان ناصر صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ اجلاس کے دوران مورخہ 8,10,20 جنوری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا یہ ایوان ان کی رخصت منظور فرماتا ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر محمد یوسف صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ اجلاس کے دوران مورخہ 17 جنوری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا یہ ایوان ان کی رخصت منظور فرماتا ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر مشاہد حسین سید صاحب نے ملک سے باہر ہونے کی بنا پر مورخہ 3اور4 فروری کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا یہ ایوان ان کی رخصت منظور فرماتا ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر نوابزادہ محمد اکبر مگسی صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 3اور4فروری کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا یہ ایوان ان کی رخصت منظور فرماتا ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: وزیر خزانہ سینیٹر محمد اسحاق ڈار صاحب نے اطلاع دی ہے کہ وہ سرکاری دورے پر ملک سے باہر ہیں۔ اس لیے مورخہ 6فروری تک اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

Now we move on to Item No. 2. Commenced Resolution. We may now take up Item No. 2, regarding further consideration of the following resolution moved by Mr. Farhatullah Babar on 16th December, 2013.

> "This House recommends to the government to publish the names of those Judges of the superior Judiciary who have dual nationality.".

مشاہد اللہ صاحب! اس پر discussion ہو گئی تھی اور last occasion پر Law Minister نے کہا تھا کہ میں concerned quarter سے بات کر کے ہاؤس کو مطلع کروں گا۔ آج آپ کے Law Minister صاحب موجود نہیں ہیں، ان کی جگہ کوئی اور respond کرنا چاہتا ہے۔ ہاؤس کے لیے کیا information ہے؟

سینیٹر مشاہد اللہ: جناب چیئرمین! تھوڑا سا انتظار کر لیں۔

جناب چیئرمین: انتظار کرتے ہیں اور for the time being اس کو defer کرتے ہیں۔

We may now take up Item No.3 regarding consideration of following resolution moved by Syeda Sughra Imam on 13th January, 2014:–

> "This House calls upon the Government to include all water disputes of Pakistan with India in the Composite Dialogue or in any other talks or dialogues process that is revived or initiated with India."

جی صغریٰ امام صاحبہ۔

Senator Syeda Sughra Imam: Thank you Mr. Chairman. I wanted to request for deferment of the consideration if possible.

Mr. Chairman: You want it to be deferred?

Senator Syeda Sughra Imam: Sir, please.

Mr. Chairman: The commenced resolution, Item No.3 is deferred on the request of the mover. Item No.4 stands in the name of Col.(Retd.) Tahir Hussain Mushhadi. Please move the resolution.

موجود نہیں ہیں۔ جی راجہ ظفر الحق صاحب۔

Commenced Motion

Re: Names of the Judges of the Superior Judiciary who have Dual nationality.

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق (قائد ایوان): شکریہ۔ جناب چیئرمین! یہ جو Item No.2 ہے اس کے بارے میں پچھلی مرتبہ یہ طے ہوا تھا کہ کچھ وقت دیا جائے تاکہ دوبارہ Superior Courts سے رجوع کیا جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ issue بہت پرانا ہے۔ سب سے پہلے مارچ 2013 کو فرحت اللہ بابر صاحب نے ایک question دیا تھا اور اس وقت Mr. Farooq Hamid Naik Law Minister تھے اس وقت انہوں نے یہ جواب دیا تھا:

> "The information is not available in this division. Therefore, the Registrar of the Superior Court has been requested to provide the requisite information". The Supreme Court of Pakistan has conveyed the same reply as was asked in the Starred Question No.72 that neither the Constitution nor the Code of Conduct prescribed for the Judges of the Supreme Court place any embargo".

فیڈرل شریعت کورٹ نے جواب دیا تھا کہ ہمارے ہاں کوئی بھی ایسے جج صاحبان نہیں ہیں جن کی dual nationality ہو۔ Then the same question came on the 20th of

December, 2012 اس میں بھی فرحت اللہ بابر صاحب نے پوچھا اور فاروق حامد نائیک صاحب نے اس کا یہی جواب دیا:

> "The information is not available in this division. Therefore, the Registrar of Supreme Court has been requested to provide the answer".

اس کے بعد اب تیسری یا چوتھی مرتبہ پھر فرحت اللہ بابر صاحب نے یہ کہا ہے۔ سولہ دسمبر کو یہ سوال کیا تھا تو اس وقت بھی یہی کیفیت تھی کہ Law Ministry کے پاس اس کی کوئی information نہیں تھی اور جو last letter ہے وہ 31 جنوری کو لکھا گیا ہے اس میں بھی یہی کیفیت ہے کہ ان سے کہا گیا اور انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس کوئی information نہیں ہے اور صرف بلوچستان ہائی کورٹ نے یہ کہا ہے کہ ہم میں سے کسی بھی جج صاحب کی dual nationality نہیں ہے۔ پنجاب، خیبر پختونخوا اور باقیوں نے یہی کہا ہے اور سپریم کورٹ نے بھی یہی کہا ہے کہ اس قسم کی کوئی disqualification ہمارے ہاں نہیں ہے اور نہ انہوں نے اس کا کوئی جواب دیا ہے۔ یہ کوئی چوتھی پانچویں مرتبہ ہے کیونکہ سپریم کورٹ اور ہائی کورٹس کی position ایسی نہیں ہے جیسی حکومت کے کسی ڈویژن کی یا منسٹری کی ہو۔ ان کی ایک independent position ہے اور اس پر انہوں نے یہی کہا ہے کہ کیونکہ اس قسم کی کوئی disqualification کا سوال نہیں اٹھتا لہذا یہ information انہوں نے نہیں دی ہے۔

جناب چیئرمین: دیکھیں راجہ صاحب! Article 91-A that is fundamental right. How it can be implemented? بظاہر تو نظر آ رہا ہے کہ حکومت کے پاس یہ information نہیں ہے۔ How can we secure this information? What method can be adopted?

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: واقعی حکومت کے پاس یہ information نہیں ہے اور تقریباً یہ دو تین سال سے چل رہا ہے۔

جناب چیئرمین: جو کچھ آپ نے کہا that is correct. درست بات کہ حکومت کے پاس
نہیں ہے لیکن Article 91-A, you are very senior lawyer also, you
understand and چوہدری اعتزاز صاحب بیٹھے ہیں can a person be denied an
information for which he has got a fundamental right enshrined in
the Constitution, given in the Constitution. How can we implement
that, what method can be adopted? Why it is being withheld. دیکھیں If
there are Courts to implement Articles, if there are Courts to
implement the fundamental rights, what is the Parliament doing
here? Why are we sitting here if people of Pakistan don't get
excess to the information. It is not classified information also. The
Secret Act بھی اس کو bar نہیں کرتا۔ دوسرا Constitution کے علاوہ ایک Excess to
Information Ordinance ہے which is protected under Article 27-AA اس
کی Section 3 آپ دیکھ لیں، اس کی Section 9 آپ دیکھ لیں لیکن how can we deprive
people of Pakistan not to have this information.

سینیٹر راجہ محمد ظفرالحق: میں نے پچھلی مرتبہ بھی یہ گزارش کی تھی کہ I agree with
you کہ یہ information اگر ایوان میں سے کوئی رکن مانگتے ہیں تو اس کا مطلب ہے ایوان مانگتا ہے اور
اگر ہاؤس کوئی معلومات مانگتا ہے تو وہ اس کو ملنی چاہیے لیکن جو situation کئی سالوں سے چل رہی ہے اور
اس حکومت کے آنے سے پہلے سے چل رہی ہے اور وہاں سے کوئی جواب موصول نہیں ہو رہا تو پھر اس کا
کوئی راستہ نکالنا چاہیے۔

جناب چیئرمین: راجہ صاحب! آپ اس کو دیکھ لیں۔اس میں ابھی آپ نے کہا the
government doesn't oppose this resolution.

Senator Raja Muhammad Zafar-ul-Haq: No sir.

Mr. Chairman: They doesn't oppose it. So, there is no need of it being put to the House.

Senator Raja Muhammad Zafar–ul–Haq: No sir.

Mr. Chairman: So, it is adopted unanimously.

Senator Raja Muhammad Zafar–ul–Haq: Yes.

Mr. Chairman: The resolution moved by Mr. Farhatullah Babar on 13th December is being adopted unanimously. That is the position and under the Rules I am referring this resolution to the government to respond within two months, the rules of the Senate provide for it. There need a response from the Government of Pakistan within two months and then we will see what is the state of Affairs. Thank you.

(The Resolution was adopted unanimously)

جناب چیئرمین: جی اعتزاز احسن صاحب۔

سینیٹر چوہدری اعتزاز احسن (قائد حزب اختلاف): جناب چیئرمین! یہ بڑا اہم معاملہ ہے اور میرا مشورہ یہ ہوگا۔ پہلے تو میں یہ مشورہ ہاؤس کو دینے والا تھا اب میں حکومت کو یہ مشورہ دوں گا کہ اگر حکومت اس پر عمل درآمد نہ کرے تو ہمیں کرنا چاہیے۔ Attorney General for Pakistan جو کہ first law officer ہیں، سپریم کورٹ میں بھی first law officer ہوتے ہیں ، جوڈیشری ، ایگزیکٹو اور legislature کے درمیان رابطے کا ان کا kingpin کا کردار ہے، ان کو یہ ہاؤس طلب کرے اور ان سے پوچھے کہ اس کی آپ کس طرح تعمیل کرا سکتے ہیں اور کس طرح کروائیں گے۔ Attorney General should be mandated to meet the honourable Chief Justice. معزز چیف جسٹس کو اٹارنی جنرل، حکومت اور اس House کی طرف سے اس معاملے پر تشویش

communicate کریں اور پھر اس House کو آکر بتائیں کہ انہوں نے اس information کو House میں لانے کا کیا طریقہ نکالا ہے۔ اب یہ جو resolution pass ہو گئی ہے:

> "This House recommends to the Government to publish the names of those judges of the superior judiciary who have dual nationality."

یہ قرارداد اب Assurance Committee کے پاس بھی جا سکتی ہے، Privileges Committee کے پاس بھی جا سکتی ہے لیکن ان سب کے پاس move کرنے سے پہلے، میں سمجھتا ہوں کہ اٹارنی جنرل کو اس میں کردار ادا کرنا چاہیے۔ اٹارنی جنرل تازہ دم appoint ہوئے ہیں اور وہ کردار ادا کر سکتے ہیں۔ چونکہ اس وقت مستقل Law Minister نہیں ہیں تو اٹارنی جنرل سے یہ توقع کی جانی چاہیے کہ وہ in a given time frame ایک ہفتے میں یا دس دن میں، چیف جسٹس صاحب سے ملاقات کر کے اس معاملے سے House کو بھی آگاہ کریں گے اور حکومت کو بھی۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی لیڈر آف دی ہاؤس۔

سینیٹر راجہ محمد ظفرالحق: جناب چیئرمین! میرا خیال ہے کہ آپ نے جو پہلے فیصلہ فرمایا، وہ اس سے کوئی زیادہ مختلف نہیں ہے کہ حکومت کو یہ کہا جائے کہ within two months وہاں سے معلومات لے کر House کو آگاہ کرے۔ اس سلسلے میں جب یہ resolution یا آپ کا حکم حکومت کے پاس جائے گا تو میرے خیال میں اس کا بھی بہترین طریقہ یہی ہے کہ وہ اٹارنی جنرل کو direct کرے کہ وہ یہ معلومات حاصل کرے۔

Mr. Chairman: The Leader of the House has very rightly said that now it has been referred to the Government. It is up to the Government now whether they call the Attorney General or Registrar or someone else to have the information and then they should come back to the House. The concerned division will report back to the House that this is our performance and we have got

this information. If at all, it is not given at that time after the two months, then the House can decide how to proceed further.

Item No. 4 stands in the name of Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi. Col. *Sahib*, please move the resolution.

Resolution:

Government to take effective steps for Narcotics control in the country.

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you very much sir. I move the following resolution:

> "This House recommends that the Government may take effective steps for narcotics control in the country."

Mr. Chairman: Leader of the House, resolution has been moved, would you like to respond on it? Col. *Sahib*, give a brief statement on this.

سینیٹر کرنل (ر) سید طاہر حسین مشہدی: بہت شکریہ۔ جناب! منشیات کو کنٹرول کرنے کا معاملہ نہ صرف اس ملک میں بلکہ پوری دنیا میں اتنا ضروری ہے کہ اسے کوئی over-emphasize کرہی نہیں سکتا۔ یہ drugs ہمارے معاشرے کو جتنا بھی damage کرسکتی تھیں کر گئیں یا پھر کرجائیں گی اور یہ آنے والی نسلوں کو بھی affect کرتی ہیں، یہ انہیں تباہ کرتی ہیں اور یہ انہیں destroy کرکے رکھ دیں گی۔

بد قسمتی سے ہم اس part of the world میں ہیں جہاں سے آج یورپ کو 98% of the drugs, especially heroin افغانستان سے export ہوتی ہے۔ یہ ہیروئن مختلف routes

سے جاتی ہے مگر زیادہ تر اب پاکستان کو بھی استعمال کیا جارہا ہے۔ یہ raw state میں ہوتی ہے جسے purify کیا جاتا ہے۔ آپ دیکھتے رہتے ہیں ایفیڈرین سکینڈل اور دوسرے کئی سیکنڈل، drugs کے معاملے پر بڑے بڑے چھاپے پڑتے ہیں، یہ سب اسی کی کڑیاں ہیں۔ پاکستان میں drug trade ایک lucrative trade بن گئی ہے۔ آپ اچھی طرح جانتے ہیں اور پوری دنیا جانتی ہے کہ آپ پاکستان میں کوئی بھی illegal کام کر ہی نہیں سکتے جب تک حکومتی ادارے آپ کے ساتھ connivance میں نہ ہوں، آپ کے پاس political patronage نہ ہو کیونکہ ایک عام آدمی تو traffic light بھی نہیں توڑ سکتا، اسے SHO مار مار کر رات سے پہلے پہلے بے ہوش کر دے گا۔ ان کی connivance ہوتی ہے اور اس میں بہت زیادہ پیسا involve ہے۔ یہ ایک ڈرگ مافیا ہے۔ یہ ڈرگ مافیاز صرف پاکستان میں ہی نہیں بلکہ پوری دنیا میں بہت زیادہ powerful mafia ہوتے ہیں۔

In America, the gangs of New York; in Moscow, the gangs of Moscow; in Tokyo, the gangs of Tokyo, the mafias of the West Coast and the East Coast, the British mafia, the Russian mafia, the Afghan mafia and the Pakistani mafia are the world's famous mafias. They are so powerful that their tentacles spread to the highest people in the Government, the most powerful Police, anti-drug authorities and Customs

یہ ان سب کے ساتھ ملے ہوتے ہیں کیونکہ اس میں اربوں ڈالرز involved ہیں، وہ اربوں ڈالرز کرپشن میں distribute کیے جاتے ہیں۔

Due to this, the drug culture in Pakistan has flourished in leaps and bounds, because corruption has flourished in Pakistan in leaps and bounds, because connivance of the Government officials has flourished in leaps and bounds, because the political patronage of criminals and gangsters and drug barons has flourished in leaps and bounds. So, this menace will destroy us and our coming generations.

اس پر جتنا بھی کنٹرول کیا جائے کم ہے مگر ابھی تو hardly any control ہے۔ میرے خیال میں آپ نے 130 یا 135 آدمیوں پر مشتمل ایک drug enforcement agency بنائی ہوئی ہے، اگر اس میں ٹوٹل اتنے لوگ ہیں تو وہ کیا کرلیں گے؟ چلو، وہ بہت اچھا کام کرتے ہیں، they are in close association with drug enforcement agency of the United States of America ان سے فنڈز بھی لیتے ہیں مگر آپ پاکستان کے کسی قبرستان میں چلے جائیں، آپ کو چرسی ملیں گے، heroin addicts ملیں گے اور morphine addicts ملیں گے۔ ہر قسم کی drug آپ کو ملے گی، اس قدر کہ ہماری drug industry بھی ایسی چیزیں بیچتی ہے جنہیں ہمارے بچے as drugs خریدتے ہیں، مثال کے طور پر کھانسی کا شربت ہے۔ آپ کو یاد ہوگا لاہور میں ایک بہت بڑا scandal سامنے آیا تھا جس میں بہت سے لوگ مارے بھی گئے۔ وہ اس شربت کو صرف نشے کے لیے پیتے تھے۔ جہاں تک drug growth کی بات ہے تو وہ صرف افغانستان میں ہے، poppy growing areas کے حوالے سے پاکستان نے control کیا ہوا ہے۔ منشیات کی smuggling سے لے کر ان کی export تک، ان کی distribution سے لے کر ان کی sale تک کو کنٹرول کرنا، ان کے اثرات جو drug affectees پر پڑتے ہیں، ان کے لیے rehabilitation centres کا قیام، ان کو اس گندی لعنت سے چھٹکارا دلوانا بھی حکومت کا کام ہے۔ اس معاملے کے ہر aspect پر حکومت کی توجہ کی ضرورت ہے۔ اس لیے میں نے یہ سمجھا کہ اس قرارداد کو move کروں۔ یہ نہ صرف آج کے پاکستان کا معاملہ ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ ہماری آنے والی نسلوں کا معاملہ ہے۔ شکریہ جنابِ چیئرمین۔

Mr. Chairman: Minister of State for Interior and Narcotics.

جناب محمد بلیغ الرحمن: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ، جناب چیئرمین! Resolution کے mover جناب مشہدی صاحب نے بالکل صحیح فرمایا کہ drugs کا مسئلہ بہت اہم ہے اور یہ بات بھی ٹھیک ہے اور وہ جس طرح فرما رہے تھے کہ دنیا کے تقریباً تمام ممالک میں یہ مسئلہ موجود ہے اور وہاں drugs کی وبا پھیلی ہوئی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ حکومت پوری کوشش کر رہی ہے کہ وہ اس مسئلے کو deal کرے۔

جہاں اس مسئلے کا establish ہونا اور drugs use ہونا ایک established fact
ہے وہاں اچھی خبر یہ ہے کہ پاکستان کا شمار پچھلے تین سالوں سے ایسے ممالک میں ہو رہا ہے جن کو UN
criterion کے مطابق poppy free status ملا ہوا ہے۔ جن ممالک میں ہزار ہیکٹر سے کم poppy
کاشت ہوتی ہے ان ممالک میں پاکستان کا نام آچکا ہے اور یہ ممالک اس میں بڑا effective control
کررہے ہیں۔ ہماری Anti–Narcotics force میں صرف سوڈیڑھ سو لوگ نہیں ہیں بلکہ ڈھائی ہزار
سے زائد لوگ کام کررہے ہیں۔ 2013 میں یعنی ایک سال میں ، 1994ء سے لے کر اب تک جب
سے یہ force بنی ہے سب سے زیادہ amount of drugs seize کی گئی تاہم we do
not oppose the Resolution. مزید بہتری کی ہمیشہ گنجائش رہتی ہے اور اس میں بھی بہتری
کی گنجائش ہے اور پوری کوشش کی جارہی ہے اور کی جائے گی کہ اس کو مزید بہتر کیا جائے۔

Mr. Chairman: Thank you. It has not been opposed by the government. Now I put the Resolution before the House. It has been moved that this House recommends that the government may take effective steps for narcotics control in the country.

(The Resolution was adopted unanimously)

Mr. Chairman: We move on to next item. Item No.5 stands in the name of Mr. Karim Ahmad Khawaja, please move the Resolution.

Resolution:

Implementation on Charter of Democracy

Senator Karim Ahmad Khawaja: This House recommends that Charter of Democracy between Mohterma Benazir Bhutto Shaheed and Mian Muhamamd Nawaz Shareef be implemented especially Constitutional Court with equal number of

judges from all provinces may be established to decide the constitutional matters.

Mr. Chairman: Khawaja *shahib*, would you like to speak on this?

Senator Karim Ahmad Khawaja: Yes sir.

Mr. Chairman: Yes, Karim Ahmad *Sahib*.

Senator Karim Ahmad Khawaja: Thank you very much sir.

2006ء میں میاں محمد نواز شریف اور شہید بے نظیر بھٹو صاحبہ کے درمیان Charter of democracy کے نام سے معاہدہ طے پایا اور sign کیا گیا جو پاکستان کی تاریخ میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ معاہدہ ایک دن میں نہیں بلکہ کئی مہینوں کی کوشش سے طے پایا جس میں ہاؤس میں بیٹھے ہوئے دونوں طرف کے لوگوں میں سے کچھ لوگ موجود تھے جنہوں نے اس میں بڑی محنت کی۔ لیڈرشپ یعنی محترمہ بے نظیر صاحبہ اور میاں محمد نواز شریف صاحب نے بھی اس کو thoroughly دیکھ کر sign کیا۔

جب پیپلز پارٹی حکومت میں تھی اس Charter of Democracy کے بہت سے paras پر پیپلز پارٹی claim کرتی ہے کہ انہوں نے اس پر 80% عمل کیا۔ میرے پاس وہ Charter of Democracy پڑا ہوا ہے اس میں چوتھے نمبر پر یہ لکھا ہے کہ Federal Constitutional Court بنے گی۔ سپریم کورٹ اور lower judiciary criminal cases and civil cases کو دیکھے گی۔ باقی constitutional issues ہیں جیسا کہ آپ دیکھیں کہ ہاؤس نے dual nationality issue کے بارے میں فرحت اللہ بابر صاحب کی ایک Resolution پاس کی ہے ۔ اس طرح میرے بہت سارے سوالات ہیں جن کا سپریم کورٹ اور دوسری judiciary نے جواب دینا پسند نہیں کیا۔ اس طرح کے issues بہت سے ہیں۔

پارلیمنٹ supreme and sovereign ہے اور اس طرح ہر ادارے کی اک حیثیت ہے جسے ہم تسلیم کرتے ہیں مگر بہت سے ایسے issues ہیں جن پر ہمیں سوچنا پڑے گا۔ یہ دستاویز ایک ایسا document ہے جو بڑے consensus سے sign کیا گیا۔ نوے کے عشرے میں دونوں پارٹیوں کے درمیان ایک rivalry رہی۔ پھر حالات کے مطابق دونوں پارٹیوں کی leadership میں wisdom develop ہوئی کہ democracy کو continue کرنا ہے۔ اس میں بہت سی چیزیں لکھی گئیں جن پر عمل درآمد کیا گیااور بہت سی ایسی چیزیں ہیں جن پر ابھی تک عمل درآمد نہیں ہوا۔

اٹھارھویں ترمیم پر بننے والی کمیٹی میں یہ بات آئی تھی اور میری ناقص معلومات کے مطابق ہمارے مسلم لیگ (ن) کے دوستوں نے کہا تھا کہ اس کو فی الحال defer کیا جائے۔ اس وقت ہم نے کہا کہ ٹھیک ہے ہم اس کو فی الحال pending رکھتے ہیں۔ اب الیکشن ہو چکے ہیں اور یہ لوگ الیکشن جیت کر آئے ہیں۔ اب بال ان کے کورٹ میں ہے۔ یہ پاکستان میں وقت کی ضرورت ہے۔ قائداعظم محمد علی جناح نے بھی constitutional courts کی بات کی تھی۔ میں یہ کہوں گا کہ یہ بہت اچھا موقع ہے، democracy کو continue کرنا چاہیے۔ اس وقت دنوں political parties میں understanding بھی ہے اور دوسرے دوست بھی on board ہیں۔

تھر کول پراجیکٹ پر ہونے والی ceremony میں آصف علی زرداری اور ان کے دوسرے لیڈر جو پاکستان پیپلز پارٹی کو represent کررہے تھےاور میاں نواز شریف وزیراعظم پاکستان ساتھ ساتھ تھے اور دونوں کی statements بہت اچھی تھیں کہ ہمیں آگے بڑھنا ہے۔ یہ ایک continuity ہے اور political forces کے لیے یہ بہت اچھا موقع ہے کہ بہت سے constitutional issues حل کرنے کے لیے ہمیں constitutional courts کی ضرورت ہے۔ قائداعظم محمد علی جناح نے بھی اس بارے میں کہا تھا مگر ان کے بعد یہ بات ختم ہوگئی۔ اب parties evolution کے تحت انہوں نے فیصلہ بھی کیا ہے۔ اس لیے میں چاہوں گا کہ constitutional courts کے قیام کے لیے جو میں نے Resolution پیش کی ہے اس کو unanimously پاس کیا جائے۔ بہت شکریہ۔

Mr. Chairman: Yes, Leader of the House.

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: یہ جو Resolution سینیٹر کریم احمد خواجہ صاحب نے پیش کی ہے اس کی base انہوں نے Charter of Democracy بتائی ہے۔ گزارش یہ ہے کہ Charter of Democracy دو لیڈروں یا دو پارٹیوں کے درمیان طے ہوا تھا۔ اس وقت سے لے کر پانچ سال پیپلز پارٹی کی بھی حکومت رہی اور بعد میں اٹھارھویں اور انیسویں ترامیم بھی آئیں جن میں اس question کو نہیں اٹھایا گیا۔ مجھے یہ علم نہیں کہ کیا وجہ تھی لیکن نہیں اٹھایا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے بعد خاصی تبدیلیاں واقع ہوئی تھیں۔ ان دو کے علاوہ بہت سی دوسری پارٹیاں ہیں جن میں سے بعض کی حکومتیں بھی اب صوبوں میں آگئی ہیں۔

یہ constitutional amendment کے ذریعے ہی آسکتی ہے اور اس کے لیے باقی پارٹیوں سے مشاورت ضروری ہے جس کے بغیر نہ یہ ہونی چاہیے اور نہ ہوسکتی ہے۔ یہ کیفیت ہے۔

جناب چیئرمین: جی کریم احمد خواجہ صاحب۔

سینیٹر کریم احمد خواجہ: جناب، میں تو یہ چاہوں گا کہ اس پر Leader of the Opposition کوئی remarks دیں اور دوسرے دوست بھی کچھ فرمائیں جس کے بعد میں کچھ عرض کروں گا۔ اس کے بعد یا تو یہ Standing Committee میں جائے۔ میں اس کو withdraw تو نہیں کرنا چاہتا۔

Mr. Chairman: Yes, Leader of the Opposition.

سینیٹر اعتزاز احسن: جناب چیئرمین صاحب، حقیقت میں یہ بڑا اہم معاملہ اور مسئلہ ہے اور آئین کی تکمیل اور عدلیہ کے حوالے سے یہ ایک بڑی اہم تجویز تھی جس پر دو بڑی جماعتوں کا اتفاق رائے ہوا۔ قائد ایوان نے بالکل بجا فرمایا ہے کہ Charter of Democracy میں تو یہ معاملہ تھا لیکن اٹھارھویں اور انیسویں ترامیم جب زیر غور تھیں اور دونوں ایوانوں سے 29 اراکین کی کمیٹی ان پر غور کر رہی تھی تو اس وقت اس کو نہیں سمجھا گیا کہ لیڈران کے اس معاہدے پر عمل درآمد ہوسکتا ہے کیونکہ بہت سی دیگر جماعتوں کی رائے مختلف تھی۔

اب جو قائد ایوان نے فرمایا ہے کہ دیگر جماعتوں سے صلاح و مشورہ کرنے کے بعد ہی اس پر عمل درآمد ہو سکتا ہے تو میرا خیال ہے کہ حکومت اور قائد ایوان کو موقع دیا جائے کہ وہ اس پر صلاح و مشورہ کرلیں اور پھر اس کو take up کیا جائے۔ ڈاکٹر خواجہ صاحب کی جانب سے یہ بڑی اہم قرارداد ہے اور چونکہ اس کا ذکر خصوصی طور پر میثاق جمہوریت یعنی Charter of Democracy میں تھا اور وہ بڑی سوچی سمجھی دستاویز ہے۔ اس دستاویز کے مطابق اصلاحات کی پاکستان مسلم لیگ (نواز) اور پاکستان پیپلز پارٹی دونوں ہی پابند ہیں اور آج بھی کوئی راہ فرار اختیار نہیں کر رہے ہیں، نہ قائد ایوان اور نہ میں اور نہ پاکستان پیپلز پارٹی، تو گزارش یہ ہے کہ اگر یہ موقع دے دیا جائے اور اس کو defer کیا جائے اور حکومت کو موقع دیا جائے کہ حکومت اپنے تئیں اس معاملے کو دیگر جماعتوں تک لے کر جائے اور ان سے منوانے کی کوشش کرے اور اس میں اگر ہماری ضرورت بھی ہو تو ہم بھی تعاون کرنے کو تیار ہیں کیونکہ Charter of Democracy کی یہ ایک بڑی اہم شق ہے۔ جناب چیئرمین! اگر یہ ہو سکے تو میرے خیال میں مناسب ہو گا۔

Mr. Chairman: Babar Sahib, you disagree with his point of view?

Senator Farhatullah Babar: No, sir, I don't disagree. I just want to add to that for the perspective which has not been mentioned so far.

جناب چیئرمین: جی، فرحت اللہ بابر صاحب۔

سینیٹر فرحت اللہ بابر: شکریہ، جناب چیئرمین! مجھے محترم قائد ایوان سے اس بات پر کوئی اختلاف نہیں ہے کہ انہوں نے کہا کہ پانچ سال پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت تھی اور یہ Charter of Democracy میں تھا تو PPP کی حکومت نے اس کو نہیں کیا۔ انہوں نے یہ بھی درست کہا کہ 18ویں آئینی ترمیم کے وقت بھی یہ اس ترمیم میں شامل نہیں کیا جا سکا۔ ان کا یہ کہنا بھی بجا ہے کہ دوسری بھی سیاسی جماعتیں ہیں جن کی صوبوں میں حکومتیں تھی۔ جناب چیئرمین! گزشتہ پانچ سالوں

میں ایک نئی reality بھی سامنے آئی ہے apart from the agreement in the Charter
of Democracy between the PPP and the PML (N), apart from that
اس سے قطع نظر گزشتہ پانچ سالوں میں جناب چیئرمین! ایک نیا narrative سامنے آیا ہے اور سپریم
کورٹ کے محترم جج صاحبان بالخصوص سابق چیف جسٹس صاحب کا بھی کورٹ کے اندر اور کورٹ کے
باہر جو narrative تھا وہ یہ تھا کہ now the Constitution is supreme and not the
Parliament اور یہ باقاعدہ ان کے الفاظ ہیں کہ now the theory, the Dicey theory of
the supremacy of the Parliament is long dead and buried. یہ ایک نیا
concept ابھرا ہے جس کے تحت اب آئین کو supreme گنا جاتا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی جناب
چیئرمین! جو آئین کی دوسری تشریح کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ آئین وہ ہے جس کی تشریح اور
interpretation Supreme Court کرے گویا ان دو چیزوں کو سامنے رکھ کر جناب چیئرمین!
اب آئین بالادست ہے not the Parliament اور آئین وہ ہے جو سپریم کورٹ کہے۔ اب جناب
چیئرمین! اگر آئین وہ ہے جو سپریم کورٹ کہے اور آئین ہی بالادست ہو تو this narrative, this
formulation will lead to Supreme Court and will lead to the judiciary
that جناب چیئرمین! taking upon itself because it becomes a party.
variant پر ذرا آپ غور کریں کہ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ آئین supreme ہے اور آئین وہ ہے جو سپریم
کورٹ کہتی ہے تو سپریم کورٹ جو اس آئین کی تشریح میں ایک party ہوتی ہے اس کا پھر خطرہ یہ ہے
کہ in the adjudicating of cases the Supreme Court, with great respect
to the Supreme Court, there is a danger that in adjudicating
between different state organs the Supreme Court being the
interpreter of the Constitution is likely to take over the powers of
other state institutions. اس لیے جناب چیئرمین! اس خدشے کے پیش نظر کہ اگر تو آئین ہی
بالادست ہے اور آئین وہ ہے جو سپریم کورٹ کہتی ہے تو پھر ایک ایسی سپریم کورٹ ہونی چاہیے جس کا
کام صرف آئین ہی کی تشریح کرنا ہو، اس کا کام پھر *suo moto* notices لینا نہ ہو۔ اس کا کام پھر
Administration کا نہ ہو، اس کا کام پھر یہ نہ ہو کہ وہ مختلف cases کو کس ترتیب کے ساتھ رکھتی
ہے، ایک علیحدہ کورٹ ہونی چاہیے that is called the constitutional court which

اور جناب چیئرمین! will adjudicate upon the Constitutional issues alone یہ صرف پاکستان میں نہیں ہے there are several other countries where there are specific constitutional courts. اسی لیے Charter of Democracy میں یہ نکتہ ڈالا گیا تھا کہ پاکستان میں ایک constitutional court ہونی چاہیے اور میں محترم قائد ایوان کی توجہ اس طرف دلاؤں گا کہ جب 18ویں آئینی ترمیم پر بحث ہو رہی تھی تو ان کو یاد ہو گا کہ خود اس وقت ان کی پارٹی کے کہنے پر کیونکہ انہوں نے یہ کہا تھا کہ ابھی اس کو defer کر دیں، یہ defer کر دیا گیا تھا۔ اب اگر یہ COD کا حصہ ہے، ان کے کہنے پر defer ہو گیا ہے، گزشتہ پانچ سال کا تجربہ ہمیں یہ باور کراتا ہے کہ constitutional court ہونی چاہیے تو میں سمجھتا ہوں کہ کریم خواجہ صاحب کے اس Resolution کو adopt کرنا چاہیے and efforts should be made to arrive at a consensus on the making of a constitutional court in Pakistan. Thank you Mr. Chairman.

Mr. Chairman: As it has been suggested by the Leader of the Opposition that this matter may be deferred, so, the Item No. 5 is being deferred. We move on to next Item. Item No. 6 stands in the name of Mr. Farhatullah Babar, please move the Resolution.

Resolution:

Amendment in the Official Secret Act, 1923.

Senator Farhatullah Babar: Thank you Mr. Chairman, I beg to move that

> "This House calls upon the Government to revisit the Official Secret Act, 1923 and to make suitable amendments in it to make it consistent with the constitutionally guaranteed right to information, fair trial and fundamental rights."

Mr. Chairman: Please give a brief statement.

سینیٹر فرحت اللہ بابر: شکریہ، جناب چیئرمین! پاکستان میں اس وقت جو مختلف قوانین ہیں ان میں کچھ قوانین ایسے بھی ہیں جو بہت ہی پرانے ہیں، outdated ہو گئے ہیں۔ ایک قانون جو پاکستان میں اس وقت بھی holds the field وہ ہے Official Secret Act, 1923 کا اور یہ Official Secret Act, 1923 کا جو ہے یہ نہ صرف it still holds the ground but it is so anachronistic and so outdated کہ اس قانون کے مطابق اگر کسی document پر کوئی سیکشن آفیسر لکھ دے confidential, secret, top secret یا restricted تو اس document تک رسائی public کو نہیں ہو سکتی اور جناب چیئرمین! صرف public کو نہیں بلکہ گزشتہ session میں آپ نے دیکھا کہ اس پارلیمان کو بھی ایک information provide نہیں کی گئی اور اس کی وجہ یہ بتائی گئی تھی کہ the decisions taken in this meeting are classified a secret and under the Rules of Business a secret decision, a secret communication can't be shared with the Parliament, although Mr. Chairman, under the Rules of Business it is your prerogative, it is the prerogative of the Chairman to determine whether a certain piece of information should be classified a secret from the Parliament or not but leaving that thing aside and considering the fact that the department says کہ چونکہ اس document کو secret mark کیا گیا ہے اس لیے یہ پارلیمان کے ساتھ share نہیں ہو سکتا اور اس کی بنیاد ہے Official Secret Act, 1923. Now this has happened in my view probably for the first time but if this is allowed to continue it will for all times to come block the information coming to the Parliament on the demand of the Parliament itself. اب جناب چیئرمین! میں کیوں یہ resolution move کرنا چاہتا ہوں کہ Official Secret Act, 1923 میں مناسب ترامیم کی جائیں۔ جناب چیئرمین! یہ اتنا مضحکہ خیز ہے، میں تمام Official Secret Act, 1923 کو نہیں پڑھ سکتا، نہ اس کا یہ وقت ہے لیکن جناب چیئرمین! یہ اتنا مضحکہ خیز ہے کہ اس کی

ایک clause ہے 4 Section جو اس چیز کے ساتھ deal کرتی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی Foreign Agent کے ساتھ communication کرتا ہوا پایا جائے تو اس کی کیا سزا ہوگی اور foreign agent کیا ہوگا

I will just take two minutes, Mr. Chairman, to read out this particular clause which is Section 4 of the Official Secret Act, 1923.

> "A person may be presumed to have been in communication with a foreign agent", presumption, a person may be presumed to be in communication with a foreign agent if:−
>
> "He has either within or without Pakistan visited the address of the foreign agent or associated with a foreign agent"

پاکستان کے اندر یا پاکستان سے باہر اگر کوئی شخص کسی foreign agent کے ایڈریس، دفتر یا گھر کو visit کرے اور

"The name or address or any other information regarding a foreign agent has been found in his possession" یا اگر میری جیب سے اس کا visiting card نکلا ہو، اس visiting card پر اس کا address ہوگا، ٹیلیفون نمبر ہوگا اگر وہ میری جیب سے نکلا ہو or it has been obtained by him from any other person اگر وہ کارڈ میں نے کسی سے بھی لیا ہو اور وہ foreign agent کون ہے، اس کی بھی تعریف کی گئی ہے۔

> "The foreign agent includes any person who is or has been in respect of whom it appears that there are reasonable grounds for suspecting him of being or having being employed by a foreign power either directly or indirectly."

جناب چیئرمین! foreign agent وہ ہوا جس کے بارے میں یہ شک ہو کہ اسے کسی foreign power نے یا تو ابھی hire کیا ہے یا کسی زمانے میں hire کیا تھا، جناب چیئرمین! صرف Section 4 کی plain reading کے بعد کا مطلب یہ ہوا کہ اگر میری جیب سے کسی ایک foreign mission کے ambassador کا یا آفیسر کا visiting card برآمد ہو جائے خواہ وہ visiting card میں نے آپ سے لیا ہو کہ میں اس کے ساتھ فون پر بات کروں یا میں نے اس سے direct لیا ہو کیونکہ اس visiting card پر اس کا address ہے which means that I may have visited his House or his office اور اس شخص کے بارے میں یہ کہا جائے کہ اس کو ماضی میں یا اب کسی غیر ملک نے employee کیا تھا وہ foreign agent ہے تو یہ communication in itself will render me liable to be prosecuted and punished under the Official Act. اسی طرح Official Secret Act کہتا ہے کہ جس document پر ٹھپہ لگایا جائے کہ یہ confidential or secret ہے وہ share نہیں ہو سکتا وہ public نہیں ہو سکتا۔

Mr. Chairman, there are at least 13 clauses and sections of the Official Secret Act which are completely outdated and anachronistic

اور یہ قانون ہم نے British colonial days سے inherit کیا ہے یہ قانون بھارت میں بھی تھا وہاں پر یہ amend ہو چکا ہے۔ میری صرف یہ استدعا ہے کہ اب جبکہ آئین میں اٹھارھویں آئینی ترمیم کے تحت Article 19(A) guarantees freedom of information. اب جبکہ

there is openness, the society has moved forward, this particular law which is more than 80 years old should not be allowed to hold the ground. There is a need that it must be revisited, must be thoroughly amended and make consistent with the Article 19(A) in the 18th Constitutional amendment that is why, Mr. Chairman, I urge and call upon this House to adopt this resolution to ask the government to revisit the Official Secret Act and make suitable amendments in it. Thank you very much.

Mr. Chairman: Who would respond Raja *sahib*?

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: جناب والا! اس پر discussion پہلے بھی ہو چکی ہے اور اس وقت بھی میں نے عرض کیا تھا کہ it needs amendment because 1923 is a long time in the past اور اس وقت برطانوی حکومت کا سورج غروب نہیں ہوتا تھا اور وہ اپنے zenith پر تھی ، وہ زیادہ انحصار اپنے لوگوں یعنی British پر کرتے تھے، وہ بڑے عہدے پر ہوں یا چھوٹے پر ہوں، یا جن کی loyalty ان کی نگاہ میں بہت اہم تھی لیکن عام شہری جو برصغیر کے تھے ان پر reliance بہت کم تھا۔ اسی لیے اتنا strict قانون بنایا گیا تھا کہ وہ کسی عام شہری کے لیے open نہیں رکھنا چاہتے تھے، لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اب وقت آگیا ہے بلکہ اسے amend پہلے ہو جانا چاہیے تھا ، پاکستان بن جانے کے ساتھ ہی بہت سے قوانین کے ساتھ اس کو بھی revisit کرنا چاہیے تھا اور اس میں جو خامیاں ہیں انہیں دور کرنا چاہیے تھا۔ مجھے یہ بھی علم ہے کہ بعض اہم لوگ اس کی زد میں آتے آتے بچ گئے، یہ ان پر apply بھی ہونے لگا تھا، اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اب یہ وقت ہے کہ حکومت کو اسے review کرنا چاہیے۔

Mr. Chairman: As it has not been opposed, I now put the resolution before the House.

It has been moved that this House calls upon the Government to revisit the Official Secret Act, 1923 and to make suitable amendments in it to make it consistent with the constitutionally guaranteed right to information, fair trial and fundamental rights.

(The motion was carried.)

Mr. Chairman: The resolution is passed unanimously. Item No.7 stands in the name of Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi please move the resolution.

Resolution:

Forensic Audit of PIA.

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you Mr. Chairman. This House recommends that the Government may take immediate steps to conduct a forensic audit of the PIA.

Mr. Chairman: Who would like to speak?

آپ بات کرنا چاہیں گے، کرنل صاحب۔

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you sir. Sir, Pakistan International Airlines is the flag carrier of Pakistan. It carries the flag of Pakistan on its tail and it is carrying the respect of Pakistan all over the world and yet its financial matters are in complete shambles. Every year they are running or they are claiming to run at tremendous losses. They are in losses of 80 billions and more. The latest figures which they have given, I don't know but the last one, I read in the newspaper was something like that and the financial affairs of this airlines need to be streamlined, need to be looked into, need to be monitored, need to be corrected because if you go to the Pakistan International Airlines' counters, you have to stand in line to get a ticket. If you get into an aircraft of the Pakistan International Airlines of any domestic flight, you don't get a seat and yet they are claiming to run in losses.

So, there is something drastically wrong in the financial functioning or financial management of this airline. A forensic audit is the only way in which not only this House but the nation as a whole and the Pakistan International Airlines' administration itself can really get to know the state of affairs. It was ordered but for some strange unfathomable reason it has been stopped. Again they are dillydallying; again they are resorting to all types of tricks to get out of it. Sometimes they say, we are going to have new tenders, we are going to have a new firm, an international firm, a well recognized firm. Naturally they must have gone through the process when they gave it to this firm. Whatever it is, whoever they want to give it to, that is a micro matter and this House will not interfere in that but it certainly requires a direction, a resolution from this House to the management of Pakistan International Airlines and to the Civil Aviation Ministry that this must be carried out as quickly as possible so that the financial irregularities, which are coming to the surface everyday, are ascertained, if any people are guilty, proper action is taken, if any action has to be taken to correct the financial matters, those corrective measures should be taken immediately because PIA has a guaranteed clientele not only internal flights are full, on a Hajj flight you can't get a ticket on Umrah flights, you can't get a ticket. Our Pakistanis go abroad, they give first preference to travel on their own airline. They feel pride in traveling in Pakistan International Airlines. So, they have got clients like no other airline in the world. They have a guaranteed houseful, full load clientele and yet they keep on claiming that they are suffering losses or they are showing that they are suffering losses. Then they stroke of privatizing it, then they stroke of throwing out hundreds of workers. I don't know where we are leading to but unless we go on the

correct way, like corporate matters are run in a different way than our own personal matters. This is a corporation; it should be treated like a corporation. So, this audit is of the utmost importance and I strongly recommend that this resolution be approved and the audit takes place as quickly as possible. Thank you Mr. Chairman.

جناب چیئرمین: جی راجہ صاحب کون respond کریں گے؟

سینیٹر مشاہد اللہ خان: میں اس میں تھوڑی addition کرنا چاہتا ہوں، respond نہیں کرنا چاہتا۔

Mr. Chairman: No, it is the Minister who has to respond. Let me have a reply from the Minister. Yes Minister concerned.

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) عبدالقادر بلوچ (وفاقی وزیر برائے سیفران): شکریہ جناب چیئرمین! معزز ممبر نے جو کچھ کہا صحیح کہا اور یہ مکمل صداقت پر مبنی ہے، جو کچھ ہوا ماضی میں ہوا، جہاں تک ہماری حکومت کا تعلق ہے delaying والی کارروائی ہم نہیں کر رہے، ہماری پوری کوشش ہے کہ PIA میں جو mismanagement ہے، اس میں جو corruption ہے، اس کی جو overstaffing وغیرہ کی گئی تھی، جس کی بنیاد پر اس کو artificial respiration پر رکھا گیا ہے، اس کو جلد سے جلد نکالا جائے، اس میں efficiency لائی جائے، ہر وہ قدم، ہر وہ تجویز جو اس مقصد کے لیے ہمیں help کر سکتی ہے، اس میں کسی قسم کی رکاوٹ حکومت کی طرف سے نہیں ہو گی۔ ہم پہلے ہی کوشش کر رہے ہیں کہ کوئی ایسی firm مل جائے جس پر اعتماد ہو اور اس کام کو بہتر طریقے سے کر سکیں۔ اب تک

we have not been able to find but we are already working on this and soon the honorable Members and this House would know that the needful has been done.

Mr. Chairman: So, you do not oppose the resolution.

Lt. Gen. (Retd.) Abdul Qadir Baloch: I don't oppose this resolution.

جناب چیئر مین: جی مشاہد اللہ صاحب۔

سینیٹر مشاہد اللہ خان: میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جو کرنل صاحب نے قرارداد پیش کی ہے چونکہ اس بارے میں مجھے تھوڑا سا پتا ہے یہ بالکل درست ہے اور میں اس کی حمایت کرتا ہوں لیکن میں یہ ضرور کہنا چاہتا ہوں کہ آج جو اس بات کی ضرورت پڑ رہی ہے کہ اس کا forensic audit کروایا جائے ظاہر ہے کچھ نہ کچھ ہوا ہے تب ہی یہ کہہ رہے ہیں اور بھی دیگر انہوں نے مثالیں دی ہیں وہ سب درست ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ حالات خراب ہیں۔ سوال یہ ہے کہ یہ کیوں ہوا ہے، یہ کوئی ایک دم نہیں ہو جاتا، ایک آدھ سال میں نہیں ہو جاتا۔۔۔۔

Mr. Chairman: Mushahidullah *sahib*, that is not the debate.

سینیٹر مشاہد اللہ خان: نہیں debate کی بات نہیں ہے، میں ایک دو چیزوں کا اضافہ کرنا چاہتا ہوں۔

Mr. Chairman: Either you oppose it or favour it?

سینیٹر مشاہد اللہ خان: اس میں add کرتے ہوئے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ایک تو پچھلے دس سال میں جو induction ہوئی ہے ان کا ریکارڈ آنا چاہیے، جو ناجائز promotions ہوئی ہیں ان کا ریکارڈ آنا چاہیے اور خاص طور پر جن لوگوں کو، بڑے بڑے اہم لوگوں کو پی آئی اے میں دو دفعہ اسی، اسی لاکھ روپے دیئے گئے ہیں اور بے شمار لوگوں کو فائدے پہنچائے گئے ہیں۔۔۔۔

جناب چیئر مین: یہ forensic audit کی بات ہو رہی ہے۔

سینیٹر مشاہد اللہ خان: یہ ساری چیزیں ہوئی ہیں تب جا کر یہ حشر ہوا ہے، management میں کون کون سے لوگ لگے ہیں۔

Mr. Chairman: That is good. It means you support this resolution. Yes Leader of the Opposition.

سینیٹر اعتزاز احسن: جناب والا! میں سینیٹر مشاہداللہ صاحب سے صرف یہ عرض کرنا چاہ رہا تھا کہ یہ ایسا معاملہ ہے جس پر تنازعہ نہیں ہے، ہر محکمے کا forensic audit ہونا چاہیے اور ہمیں کچھ چھپانے کی ضرورت نہیں ہے۔ انتظامیہ کا، عدلیہ کا، مقننہ کا ہر محکمے کا forensic audit ہونا چاہیے لیکن یہ اس کو مفت میں متنازعہ بنا رہے ہیں کہ inductions وغیرہ کی باتیں ہو رہی ہیں، inductions need basis and need of the corporation کی بنیاد پر ہوئی ہیں، اس پر ایک علیحدہ بحث ہو سکتی ہے۔

Mr. Chairman: I now put the resolution before the House. It has been moved that this House recommends that the Government may take immediate steps to conduct forensic audit of PIA.

(The motion was carried.)

Mr. Chairman: The resolution is passed unanimously. Item No.8. stands in the name of Mr. Muhammad Talha Mehmood. Please move the resolution.

Resolution:

To Overcome Unemployment in the Country

Senator Muhammad Talha Mehmood: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ I beg to move that this House may recommend that effective steps be taken to overcome unemployment in the country.

Mr. Chairman: Floor is with Talha Mahmood.

سینیٹر محمد طلحہ محمود: سب سے پہلے تو میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا، یہ کافی عرصے پہلے کا resolution ہے اور یہ بڑا اہم مسئلہ ہے، پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ بے روزگاری ہے۔ پاکستان کے اس وقت جو حالات ہیں وہ بے روزگاری کا reaction ہے ۔ والدین اپنے بچوں کو پڑھاتے ہیں، لکھاتے ہیں، ان کو چودہ سال، سولہ سال اس امید پر پڑھاتے ہیں کہ یہ پڑھ لکھ کر کوئی ڈگری حاصل کرے گا اور اس کو اچھی نوکری ملے گی، اس کا مستقبل secure ہوگا لیکن بد قسمتی سے ہمارے ہاں بے شمار ایسے نوجوان، ہمارے بچے موجود ہیں جو اس وقت بے روزگار ہیں۔ یہ بچے جب اپنے گھر کے حالات دیکھتے ہیں، اپنی پڑھائی دیکھتے ہیں، جب ان کے سامنے کچھ نہیں ہوتا تو ایسے واقعات دیکھنے میں آئے ہیں کہ انتہائی چھوٹی چھوٹی ملازمت، چوکیداری کی ملازمت، ڈبل، ٹرپل ایم اے پاس بچے کرنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمارے نوجوان طبقے میں ایک reaction move ہوتا ہے اور وہ negative سوچ کی طرف چلے جاتے ہیں جس کی وجہ سے پاکستان میں crime ratio بڑھ رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں بے روزگاری کا بہت بڑا contribution ہے کہ ہم لوگ unemployment کی طرف غور نہیں کرتے، ان لوگوں کو involve نہیں کرتے۔ اس کا یہ مقصد نہیں ہے کہ جب وہ نوکری پر جائے گا، اپنے لیے عزت کمائے گا۔ اس کے ساتھ ایک تیسرا aspect بھی ہوتا ہے، وہ aspect یہ ہوتا ہے کہ وہ involve ہوجاتا ہے، وہ مجبور ہو جاتا ہے، اس کے پاس موقع نہیں ہوتا کہ وہ کوئی اور چیز سوچے، کسی ایسی چیز میں پڑے جس سے اس کی عزت خراب ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت جو street crime کے حوالے سے واقعات بڑھتے جا رہے ہیں، لوٹ مار کے واقعات

بڑھتے جا رہے ہیں، اس میں بے روزگاری ایک بہت بڑا عنصر ہے۔ میں تو اس سے آگے جا کر ایک اور بات کرنا چاہوں گا کہ اس وقت پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ ہے طالبان ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ طالبان کیا ہیں؟ میں تو سمجھتا ہوں کہ یہ بھی بے روزگاری کا reaction ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کو اس طرف توجہ دینی چاہیے، مجھے بڑا افسوس ہوتا ہے جب میں یہ سنتا ہوں، سینیٹ کی طرف سے جس کمیٹی کا میں head ہوں۔ جناب چیئرمین! میرے پاس جو بھی ادارے آتے ہیں وہ ہمیشہ اس چیز کا رونا روتے ہیں اس تکلیف کا اظہار کرتے ہیں کہ ان کے پاس shortage ہے، اگر paramilitary forces کی بات کریں، آپ پولیس کی بات کریں، آپ پاسپورٹ آفس کی بات کریں اور جو ادارے ہیں ان کی بات کریں، ان سب جگہوں پر لوگوں کی کمی ہے لیکن ہمارے ہاں ایک چیز کی employment بہت زیادہ ہے اور وہ چوکیدار کی بھرتی ہے، ڈرائیور کی بھرتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے ہٹ کر بھی ہمیں دیکھنا ہے، ہماری جو shortage اصل جگہ پر ہے اس کو پر کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ لوگ اس جگہ پر contribute کریں اور اپنی expertise وہاں استعمال کریں جہاں ان کی ضرورت ہے۔ ہمارا اچھا talent ملک سے باہر جا رہا ہے اور وہ شخص جو پاکستان میں بے روزگار ہے، اس کو باہر کے ممالک میں اچھی نوکری، اچھا مستقبل اور اچھی offers ہوتی ہیں۔ وہ لوگ وہاں جا کر نمایاں خدمات سرانجام دیتے ہیں اور بڑے عہدوں تک پہنچ جاتے ہیں۔ جناب! میری گزارش ہے کہ حکومت ایسے اقدام کرے، جس سے یہ مسئلہ حل ہو۔ میں یہ بات مانتا ہوں کہ جتنے بھی بے روزگار ہیں، ان سب کو روزگار دینا حکومت کے بس میں نہیں ہے۔ دنیا میں کوئی ملک بھی ایسا نہیں کرتا بلکہ اس کے لیے business کے مواقع پیدا کرنے پڑتے ہیں۔ میں خیبر پختونخوا کی مثال دینا چاہتا ہوں کیونکہ میں وہاں سے تعلق رکھتا ہوں، وہاں پر کاروبار کے لیے پہلے 7.5% markup applicable تھا اور most affected areas کو Income Tax کی تین سال کی چھوٹ تھی لیکن موجودہ حکومت پچھلے تین سال کا حساب مانگ رہی ہے۔ اس طرح لوگوں کو کیا اعتبار ہوگا؟ جن دکانداروں سے .075% turn over لیا جاتا تھا، اب ان سے 1% turn over مانگا جا رہا ہے جب کہ بجٹ میں 126F کے حوالے سے حکومت کی طرف سے commitment تھی کہ ان سے وہی لیا جائے گا جو ان کے ساتھ commit کیا گیا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑا مسئلہ trust deficit کا ہے، ہمارا trust deficit shake ہو چکا ہے۔ کاروبار کے حوالے سے یہ اتنا بڑا حلقہ ہے کہ ہماری youth اور جوان طبقہ اس میں کھپ سکتا ہے۔

ان میں اتنا talent ہے کہ وہ ان چیزوں کو سنبھال سکیں۔ اس سے ملک میں بہتری آئے گی اور معیشت کا پہیہ چلے گا۔ چھوٹی چھوٹی industry لگے، چھوٹے چھوٹے کاروبار ہوں اور ان میں لوگوں کی employment ہو۔ بڑے بڑے کاروبار کرنے والوں کو بیچ میں لایا جائے جو لوگوں کو اپنی industry اور کاروبار میں زیادہ سے زیادہ employment مہیا کریں تا کہ پاکستان میں معیشت کا پہیہ چلے۔ معیشت کا پہیہ چلے گا، حکومت کو ٹیکس ملے گا تو اس کا system چلے گا اور unemployment کا جو بہت بڑا gap ہے، وہ کم ہو گا۔

جناب والا! اس سلسلے میں میری یہی گزارشات ہیں۔ اس کے علاوہ بھی بہت سی گزارشات ہیں لیکن میں زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا، میں آپ کے توسط سے اس ایوان سے گزارش کروں گا کہ اس قرارداد کو متفقہ طور پر pass کیا جائے۔

Mr. Chairman: Minister concerned.

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) عبدالقادر بلوچ: جناب چیئرمین! شکریہ۔ فاضل ممبر نے بہت اچھی بات کی اور انہوں نے بڑے اہم areas کو point out کیا۔ ہم ان کی تمام باتوں سے متفق ہیں۔ حکومت کی طرف سے maximum 10 to 15% لوگوں کو employment مہیا کی جا سکتی ہے۔

(اس موقع پر ایوان میں اذان مغرب سنائی دی)

جناب چیئرمین: عبدالقادر بلوچ صاحب۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) عبدالقادر بلوچ: جناب چیئرمین! میں عرض کر رہا تھا کہ حکومت 10 to 15% employment provide کر سکتی ہے اور اگر وہ deficiencies make up کرنے کے لیے بجٹ میں گنجائش ہو گی، سرکار کے خزانے میں پیسے ہوں گے تو ان کو ضرور بھرتی کیا جائے گا۔ ہر حکومت کی کوشش ہونی چاہیے کہ زیادہ سے زیادہ employment provide کرے اور اگر حکومت کے اختیار میں ہو تو کوئی حکومت اس میں delay نہیں کرتی۔ میں فاضل ممبر کو

یقین دلاتا ہوں کہ اگر خزانے کی position بہتر ہو گی تو یہ ضرور کیا جائے گا لیکن main employment private sector provide کرتا ہے۔ وہاں پر 80 to 85% employment create کی جاتی ہے۔ اس کا دارومدار عموماً دو، تین چیزوں پر ہوتا ہے جن میں پہلے law and order ہے تا کہ investor کا confidence بحال ہو اور وہ اپنے پیسے نکال کر factories لگانی شروع کرے۔ اس کے علاوہ energy اس کی requirement ہوتی ہے، اس کو بجلی، پانی اور گیس ملے۔ یہ دو، تین ایسی چیزیں ہیں جو کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہیں، ہم سب جانتے ہیں۔ جہاں تک اس حکومت کا تعلق ہے ماضی میں جائے بغیر اور کسی کو الزام دیے بغیر ہم اپنا پورا زور لگا رہے ہیں کہ ملک میں law and order situation ٹھیک ہو۔ طالبان کے معاملے پر جو کچھ کیا جا رہا ہے اور recently جو developments ہوئی ہیں، وہ بھی فاضل ممبران کے علم میں ہیں۔ کراچی جہاں پر ہماری industry more than 50% ہے، وہاں پر کی جانے والی کارروائی بھی آپ کے سامنے ہے، وہ کارروائی بھی نیک نیتی اور پورے زور و شور سے کی جا رہی ہے۔ انشا اللہ بہت جلد ایسے حالات پیدا ہوں گے کہ جس کسی کے پاس پیسے ہیں، وہ باہر نکالے گا کیونکہ یہ ملک investment کے لیے بہترین ملک ہے۔ جہاں تک energy provide کرنے کا تعلق ہے، گو کہ میں concerned minister نہیں ہوں لیکن جناب چیئرمین! آپ کے توسط سے میں اس House کو inform کرنا چاہتا ہوں کہ اس sector میں پیسے invest کرنے کے لیے ملک کے اندر اور باہر سے بھی investors کا بہت rush ہے۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ چھ ماہ، سال یا دو سال میں لیکن انشا اللہ اس حکومت کے tenure میں اس بیماری سے نجات مل جائے گی۔ جب اس سے نجات مل گئی اور ساتھ ہی terrorism, sectarianism اور باقی مصیبتیں دور ہو جائیں گی تو انشا اللہ کارخانے لگیں گے اور jobs پیدا ہوں گی۔ یہ concern نہ صرف فاضل ممبر کا ہے بلکہ جناب چیئرمین! آپ کا، میرا، اس House اور دوسرے House کا بھی ہے۔ ہم اس کی مخالفت نہیں کرتے۔ وہ تمام efforts جو حکومت کو کرنی چاہییں، کر رہی ہے۔ ہمیں اس ایوان کی حمایت کی ضرورت ہے۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: Thank you. Now I put the resolution before the House. It has been moved that: "This House recommends that effective steps be taken to overcome unemployment in the country".

(The motion was passed unanimously)

Mr. Chairman: The proceedings are suspended for fifteen minutes for '*Maghrib*' prayers.

(The House was adjourned for'Maghrib' prayers)

(اجلاس وقفہ نماز مغرب کے بعد زیر صدارت جناب چیئرمین (سید نیر حسین بخاری) دوبارہ شروع ہوا)

Motion:

The Responsibility of the Government in pursuance of Article 148 of the Constitution.

Mr. Chairman: We may now take up Item No. 9 regarding discussion on the following motion moved by Mr. Nisar Muhammad on 13th January, 2014:-

> "The House may discuss the responsibility of the Federation in pursuance of Article 148 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan."

جناب نثار محمد صاحب۔

سینیٹر نثار محمد: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ جناب چیئرمین صاحب! میں آپ کا شکر گزار ہوں۔ میں آپ کے توسط سے ایوان کی توجہ دلانا چاہتا ہوں اور اس

کے ساتھ ساتھ رہنمائی بھی حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ جناب چیئرمین صاحب! میں Article 148, clause-3 کے بارے میں تھوڑی سی رہنمائی بھی حاصل کرنا چاہتا ہوں۔

> "It shall be the duty of the Federation to protect every Province against external aggression and internal disturbances and to ensure that the Government of every Province is carried on in accordance with the provisions of the Constitution."

جناب چیئرمین! اس وقت ملک کے جو actual حالات ہیں، ہم پچھلے گیارہ سال جس position میں رہے اور جو ملکی حالات جا رہے ہیں، اگر اس کے تناظر میں دیکھا جائے تو "It shall be the duty of the Federation" جناب! میں تھوڑی سی وضاحت اور رہنمائی حاصل کرنا چاہتا ہوں کہ "external aggression" کا جو لفظ ہے، میں سمجھتا ہوں کہ وقت کے ساتھ ساتھ کچھ الفاظ کے معنی بدل جاتے ہیں اور ان الفاظ میں وسعت پائی جاتی ہے۔ خاص کر cold war and 9/11 کے بعد میرے خیال میں پہلے دوسرے ممالک کی forces border cross کر کے ہمارے ملک میں داخل ہوتی تھیں تو یہ external aggression ہوا کرتی تھی، اگر cold war کا دور دیکھا جائے تو USSR ہمارے سامنے ہے کہ اس کو عالمی قوتوں نے کس طرح ختم کر دیا۔ جناب! external aggression صرف war نہیں ہے کہ اس وقت تک Federation انتظار کرتی رہے کہ war ہو اور اس کے بعد یہ role play کریں گے۔ جہاں تک میں external aggression کا مطلب سمجھتا ہوں اور مجھے آپ لوگوں کی رہنمائی چاہیے، external aggression میں subversion آتی ہے، sabotage آتا ہے، اس کے ساتھ ساتھ terrorism and limited war ہیں اور اس کے بعد war آتی ہے۔ ہم اگر پچھلے دس سال کا تھوڑا سا موازنہ کریں تو آپ سوات اور کامرہ کو دیکھیں جب limited war آتی ہے تو پھر Federation اس طرح ہو جاتی ہے۔ میں نے جس طرح بات کی ہے کہ limited war and war کی اور بات ہے، میں terrorism کی بات کر رہا ہوں، میں sabotage کی بات کر رہا ہوں کہ آپ ایک ملک کو اقتصادی، معاشی اور ثقافتی طور پر اتنا کمزور کر دیں کہ وہ خود بخود بیٹھ جائے تو کیا اس وقت تک Federation انتظار کرتی رہے گی۔ جناب چیئرمین! میں یہاں پر یہ وضاحت کرنا

چاہ رہا ہوں کہ نہ کسی صوبے، کسی پچھلی حکومت اور نہ موجودہ حکومت کو support کی بات کرنی چاہیے، اگر اس ایوان میں اس issue پر بات ہونی چاہیے تو صرف اور صرف Federation کو مد نظر رکھ کر بات ہونی چاہیے "it shall be the duty of the Federation" جناب! اس floor پر پچھلی حکومت اور آج بھی کہا اور اس گورنمنٹ کے معزز منسٹر صاحبان اور Interior Minister صاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ اس میں بیرونی مداخلت ہے۔ 9/11 سے پہلے اس خطے کی یہ position تو نہیں تھی جو کہ آج ہے۔ ہم مانتے ہیں کہ اس میں ہمارے ہمسایہ ممالک افغانستان اور انڈیا کا ہاتھ ہے، یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ وہ external aggression کر رہے ہیں اور ہم کہہ رہے ہیں کہ it's not a duty of federation, اگر province کے امن و امان کا مسئلہ ہے تو اس امن و امان سے وہ امن و امان مراد نہیں ہے۔ اگر ہم اسے امن و امان کے تناظر میں دیکھیں تو it's external aggression, it shall be the duty of federation.

جناب چیئرمین! دوسرا لفظ internal disturbance ہے، ہم پچھلے دس سالوں سے دیکھ رہے ہیں کہ ایک گروپ یا ایک قوت آپ کے ملک کے آئین اور قانون کو نہیں مانتی، وہ بچوں کو قتل کر رہے ہیں، 47 ہزار لوگ شہید ہو چکے ہیں اور پھر بھی آپ کہتے ہیں کہ یہ internal disturbance نہیں ہے۔ یہ کوئی چوری، ڈکیتی، راہزنی نہیں ہے کہ جسے ہم province کا مسئلہ قرار دیں، it shall be the duty of federation. ہمارے خطے کی مناسبت سے، جغرافیائی لحاظ سے اس ملک کی اپنی اہمیت ہے، آج تک ہم نے اپنی سمت کا تعین نہیں کیا ہے لیکن ہم کہہ رہے ہیں کہ نہیں! یہ province کا یا فلاں پارٹی کا مسئلہ ہے، میرے خیال میں یہ زیادتی ہے۔ مجھے آپ لوگوں کی راہنمائی چاہیے، جو ground reality ہے اور جو اس آئین کی language ہے اس میں بہت تضاد ہے، فرق ہے۔ یہ نہیں کہ صرف KPK بلکہ بلوچستان، سندھ سب صوبوں میں امن و امان کا مسئلہ ہے۔ ہم خدانخواستہ یہ دیکھ رہے ہیں کہ وہ external aggression کرتے کرتے اس حد تک نہ آجائیں کہ ہمارا ایک حصہ ٹوٹ جائے اور ہم کہے جا رہے ہیں کہ provincial matter ہے۔

جناب چیئرمین! جہاں تک میں سمجھتا ہوں it shall be the duty of federation, یہ وہ crimes نہیں ہیں، اگر ہم کہتے ہیں کہ یہ صوبائی معاملات میں مداخلت ہے تو اگر یہ

Article 144, Clause duty of federation نہ ہوتی تو پھر یہ مداخلت ہوتی، جب آئین کا 3اجازت دے رہا ہے کہ .it shall be the duty of federation میرے خیال میں اس سے provinceمبرا ہے اور یہ فیڈریشن کی ذمہ داری ہے۔

جناب چیئرمین! میرے خیال میں 18th Amendment کے بعد صوبوں کو حقوق دیئے گئے ہیں اور حقوق کے ساتھ اختیارات بھی دیئے گئے ہیں، کچھ unforeseenمسائل ایسے تھے جن پر ہمارے seniorsنے بہت زیادہ work کیا اور وہ appreciationکے قابل ہیں لیکن کچھ مسائل سامنے آ جاتے ہیں مثلاً یہی terrorismکا مسئلہ ہے، external aggressionکے لفظ سے کافی مشکل پیدا ہو گئی ہے۔ یہ بالکل sureہے کہ اس میں بیرونی ہاتھ ملوث ہے، اس میں وہ لوگ شامل ہیں جو ملک کے آئین اور قانون کو نہیں مانتے ہیں، اس کے باوجود بھی ہم کہتے ہیں کہ یہ فیڈریشن کا مسئلہ نہیں ہے تو پھر میرے خیال میں یہ Constitution کی violationہے۔

جناب چیئرمین! جس طرح اس لفظ external aggressionنے وسعت پائی، اس کی روک تھام کے لیے ایک mechanismہونا چاہیے تھا، ہمارے پاس warکے لیے mechanismہے، وہاں ہم آرمی بھیج دیتے ہیں، limited warکے لیے ہمارے پاس mechanismہے لیکن terrorismکے حوالے سے،subversionکے حوالے سے فیڈریشن نے کونسا کام کیا ہے۔ ہمیں اس mechanism کی ضرورت ہے، اس پر کام نہیں ہوا ہے۔ میرا ذاتی خیال ہے کہ جس طرح فیڈریشن war and limited war کو قبول کرتی ہے کہ یہ ہمارا کام ہے، اسی طرح terrorism, subversion بھی فیڈریشن کا کام ہے لیکن اس کی روک تھام کے لیے mechanismہونا چاہیے۔ میں اس ہاؤس کی بات نہیں کر رہا ہوں میں صرف Chair کی بات کر رہا ہوں، جیسے میں نے پہلے ذکر کیا کہ یہ نہ (ن) لیگ کی بات ہے اور نہ پیپلز پارٹی کی بات ہے، نہ صوبائی حکومت کی بات ہے اور نہ مرکزی حکومت کی بات ہے، نہ پچھلی حکومت کی بات ہے اور نہ موجودہ حکومت کی بات ہے، یہ صرف اور صرف فیڈریشن کی بات ہے۔

جناب چیئرمین! فیڈریشن اس سکینہ اور حمزہ کو مدنظر رکھے جو ایک دھماکے میں شہید ہوتے ہیں اور ان کے ہاتھ میں کتاب ہوتی ہے اور اس پر لکھا ہوتا ہے کہ "پاکستان ہمارا ہے"۔ میرے خیال میں

یہ صرف اور صرف فیڈریشن کی ذمہ داری بنتی ہے اور اس کے لیے ایک mechanism ہونا چاہیے، جس طرح حکومت نے نیشنل سیکیورٹی پالیسی بنائی ہے اسی طرح فیڈریشن کو اسے بھی own کرنا چاہیے۔ آج ہم ہیں، کل شاید ہم نہ ہوں لیکن آج اگر ہم نے اپنی سمت کا تعین نہ کیا تو کل وقت ہمیں معاف نہیں کرے گا۔ یہاں seniors بیٹھے ہوئے ہیں وہ میری راہنمائی کریں گے کہ جہاں تک زمینی حقائق ہیں تو یہ فیڈریشن کا فرض بنتا ہے۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: Thank you. Minister *sahib*, you want to respond to this? It is a motion.

جب اسے conclude کر لیں تو پھر آپ بات کر لیں۔

Lt. Gen.(Retd.) Abdul Qadir Baloch: As you wish.

Mr. Chairman: There is a request from other members also. Yes, Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi.

کرنل صاحب! میں تھوڑا عرض کردوں کہ یہاں پر بہت سے honourable Senators بات کرنا چاہتے ہیں، time limit is ten minutes, movers has 15 minutes and the Minister has got 15 minutes. وقت کو مدنظر رکھیں تاکہ سب کو موقع مل سکے۔

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: O.K. Sir, I first of all felicitate and congratulate Senator Nisar Muhammad for moving this utmost important motion.

اور اس کو سمجھنے والے یقیناً سمجھ گئے ہوں گے یہ بہت ہی اہم بات ہے۔ It is the responsibility of the government to provide protection to life, honour, property of its citizens. The government that does not do so, does not deserve to be called a government. اور unfortunately مجھے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ اس وقت نہ تو ہمارے پاس کوئی فیڈرل گورنمنٹ ہے اور نہ ہی ہمارے پاس کسی بھی

provinceمیں کوئی provincial government ہے۔روٹی مہنگی ہےاور جان سستی ہے، پاکستان کے عوام جن کا حق ہے کہ یہ حکومت ان کا تحفظ کرے، وہ بے سہارا sitting ducks بن کر خوفزدہ ہو کر اپنے کاروبار اور نوکریوں پر جاتے ہیں اور گھروالوں کو کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ آج ہمارا loved one واپس آئے گا بھی یا نہیں آئے گا۔ کبھی سوغریبوں کو بسوں سے نکال کرمار دیا جاتا ہے کہ ان کا رنگ گورا ہے ،ان کی آنکھیں ایسی ہیں اور وہ اس پاکستان کی ایک خوبصورت قوم کے فرد ہیں یا وہ کسی فرقہ یا مذہب کے ماننے والے ہیں۔ہمارے علماء صاحبان کا سرعام سڑکوں پر قتل عام کیا جاتا ہے۔ کبھی ہماری بچیوں پر فائرنگ کی جاتی ہے، کبھی ہماری عورتوں کو مارا جاتا ہے۔غریب اور بے سہارا عوام کا سرعام قتل کیا جاتا ہے اور حکومت پاکستان اور ہماری صوبائی حکومتیں سو رہی ہیں، موجیں کر رہی ہیں ۔ بڑی بڑی کاروں میں گھوم رہے ہیں، بڑے بڑے دعوے کر رہی ہیں اور کچھ بھی نہیں ہوتا۔ یہ Constitution of Pakistan ہے اس کا Article 148 کہتا ہے کہ it is the responsibility of Federal Government. اس میں کوئی ifs and buts یہ وہ تو ہے ہی نہیں،point of discussion ہی نہیں ہے۔اس پر debate کی ضرورت ہی نہیں ہے۔حکومت کو اچھی طرح سے پتا ہے کہ اس کا کام ہے ان کو protect کرنا۔

ہماری بہادر فوج کے افسروں اور جوانوں کو بے دردی سے شہید کیا جاتا ہے، حکومت خاموش۔ ہماری اقلیتی برادری کے چرچوں کو بم سے اڑایا جاتا ہے ،لوگوں کو مارا جاتا ہے ، تباہ کیا جاتا ہے، حکومت خاموش۔ ہماری مسجدوں اور امام بارگاہوں کو نشانہ بنایا جاتا ہے، ہمارے سکولوں، ہسپتالوں کو تباہ کیا جاتا ہے،حکومت خاموش۔ کہتے ہیں کہ کوئی لوگ ہیں جو پاکستان کے آئین کو نہیں مانتے، پاکستان کی پارلیمنٹ کو نہیں مانتے، پاکستان کے political system کو نہیں مانتے وہ باغی ہیں انہوں نے State of Pakistan کے خلاف ہتھیار اٹھائے ہوئے ہیں اور وہ violation of the Constitution of Pakistan کر رہے ہیں، انہوں نے پاکستان کے Constitution کو violate کیا ہوا ہے اور آپ ان کے ساتھ جا کر بات چیت کر رہے ہیں۔آپ ان سے بات کیسے کر سکتے ہیں۔ اگر آپ اس آئین کو مانتے ہیں تو جو ہماری constitutional Government کو overthrow کرنا چاہتے ہیں، جو باغی ہیں ان کے ساتھ آپ بات نہیں کر سکتے Constitution doesn't allow you

banned یہ ban کیا ہوا ہے یہ آپ نے لوگوں کو to hold any negotiation with them organizations ہیں۔ میں اس میں نہیں جاسکتا۔ قائد ایوان، قائد حزب اختلاف اس کو join نہیں کرسکتا اور آپ ان کے ساتھ negotiation کر رہے ہیں؟ جب ان پر پابندی ہے تو it is illegal, un-constitutional, immoral to talk to them. کوئی نہ قانون کو دیکھ رہا ہے، نہ کوئی وقت دیکھ رہا ہے، نہ کوئی پاکستانیوں کی حالت دیکھ رہا ہے، نہ کوئی سمجھ رہا ہے اور نہ کوئی سوچ رہا ہے۔ There is no doubt whatsoever that the law and order is the responsibility of the Provincial Governments اس میں کوئی شک کی بات نہیں ہے۔ کوئی اس کو object نہیں کرتا، کوئی اس کو چیلنج نہیں کرتا۔ It is not observed that the Central Government of Pakistan, the Federal Government of Pakistan under Article 148 has equal responsibility نثار محمد صاحب نے بالکل صحیح فرمایا کہ سبوتاژ ہوتا ہے، terrorism ہوتی ہے۔ دوسرے ممالک کی مداخلت پاکستان میں ہوتی ہے۔ یہ سب Federal subjects ہیں یہ ذمہ داری وفاقی حکومت کو accept کرنی پڑے گی۔

فرانس میں سب سے پہلے defence policy, cyber defence وہ move کر گئے ہیں from physical defence of the territorial integrity یہ ہماری حکومت کی ذمہ داری ہے، دنیا کی سب حکومتوں کی ذمہ داری ہے۔ Ideological barriers کو defend کرنا بھی حکومت کی ذمہ داری ہے but France میں نمبر ۱ وہ اپنا defence budget in the defence plan میں وہ cyber warfare کی طرف دے رہے ہیں۔ بہت ساری چیزیں involved ہیں۔ آج اکیسویں صدی ہے، آج global village ہے، آج warfare complete change ہو گیا ہے۔ جتنے بھی aspects of war ہیں limited war پر ہیں یا terrorism, dealing with a nation as a whole from enter border or across the border is the responsibility of the Federal Government. They can't shy away from it and they can't just blame it on the Provincial Governments. The Provincial Governments can't blame the Federal Government ان کی یقیناً

یہ ذمہ داری ہےday to day law and order کی، پولیس اور رینجرز ان کے ماتحت ہیں، یہ کرنا ان کا کام ہے۔

جناب چیئرمین! اس میں کوئی شک نہیں ہے یہ discussion, responsibility of the Federation in pursuance of Article 148 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan needs a detailed ethical consideration, and I once again مبارک پیش کرتا ہوں نثار محمد صاحب کو کہ وہ بہت ہی اہم topic لے کر آئے ہیں اور میں ان کو support کرتا ہوں کہ اس پر توجہ دی جائے۔.Thank you

جناب چیئرمین:.Thank you جی الیاس بلور صاحب۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: Thank you Mr. Chairman, I really highly appreciate Mr. Nisar Muhammad Khan who has brought Article 148 of the Constitution of Pakistan. میں کرنل صاحب سے بھی agree کرتا ہوں جو انہوں نے کہا اور جو نثار محمد خان صاحب نے کہا اس سے بھی اتفاق کرتا ہوں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جیسے رینجرز وزارت داخلہ کے تحت ہوتی ہے اور ایف سی بھی وزارت داخلہ کے تحت ہوتی ہے اور پولیس صوبائی حکومت کے تحت ہوتی ہے۔دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس وقت جو insurgency ہو رہی ہے اور یہ کہتے ہیں کہ violation of the air space کرتے ہیں violation of the land space جو ہو رہی ہے اور ہوئی ہوئی ہے اور آج آپ کا وہ علاقہ جو وفاق کے ماتحت ہے اور ہمارے وزیر صاحب اس بات کو defend کریں گے یا جواب دیں گے، ہمارے جنرل صاحب جو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، ان کے ماتحت ہے اس میں ہزاروں غیر ملکی آکر بیٹھے ہوئے ہیں اور آزادی سے وہاں گھوم رہے ہیں اور سب کچھ کر رہے ہیں تو کیا یہ violation نہیں ہے۔It is a big violation. Air violation تو ہوتی ہے لیکن یہ جو اندر آکر اس ملک میں بیٹھے ہوئے ہیں اور اس ملک میں بیٹھ کر operate کر رہے ہیں، اس ملک کے خلاف insurgency لارہے ہیں جیسے چوہدری نثار نے ہاؤس میں کہا اور میں نے وہ سنا، انہوں نے کہا کہ دو تین جگہ پر جہاں public opinion خراب ہوتی ہے تو طالبان کہتے ہیں کہ ہم نے نہیں کیا۔ جیسے چرچ کا انہوں نے کہا کہ ہم نے نہیں کیا۔ قصہ خوانی کا جو دھما کا ہوا تھا انہوں نے کہا ہم

نے نہیں کیا لیکن چوہدری صاحب نے کہا کہ ہمارے پاس پورے ثبوت موجود ہیں کہ انہوں نے کیا ہے۔

جناب چیئرمین! کل رات کو پشاور میں ایک سینما گھر میں دو دھماکے ہوئے ہیں وہ بھی انہوں نے کہا کہ ہم نے نہیں کیے۔ایک طرف موجودہ حکومت مذاکرات کے لیے کمیٹی بنا رہی ہے، دوسری طرف طالبان بھی مذاکرات کے لیے کمیٹی بنا رہے ہیں اور پھر اس دوران سیز فائر نہیں ہوتا یہ انہوں نے ایک بہانہ بنایا کہ ہم نے نہیں کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس طریقے سے ہماری صوبائی حکومت نے وفاقی حکومت کو request کی تھی اور ہم نے کہا تھا کہ ہمارے ہاں سوات کا مسئلہ بہت effective ہو گیا ہے اور اس مسئلے میں وفاقی حکومت جب تک مدد نہیں کرے گی ، ایکشن نہیں لے گی اس وقت تک یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ میں کل سوات گیا تھا اور وہاں بیٹھا دعا کر رہا تھا اور وہ لوگ کہہ رہے تھے کہ یہ جو حالات ہیں اور آج ہم یہاں بیٹھے ہوئے ہیں یہ آپ کے اس ایکشن کی وجہ سے بیٹھے ہوئے ہیں ورنہ ہم لوگوں کا یہاں بیٹھنا محال تھا۔ ہم لوگ یہاں آتے ہی نہیں تھے، ہم اسلام آباد میں بیٹھے رہتے تھے۔ یہ بات میں نے کل سوات/مینگورہ میں کی اور بڑے important لوگ تھے۔ ہمارے ایک سابقہ سینیٹر تھے جن کی والدہ کی death ہوئی تھی اور میں اس سلسلے میں وہاں گیا تھا۔آج سپریم کورٹ کے ایک جج صاحب کی والدہ کی death ہوئی، ان کے لیے میں گیا تھا، وہ کہتے ہیں کہ ہم تو اسلام آباد میں ہوتے تھے، اگر آج ہم یہاں بیٹھے ہیں اور اپنی والدہ کی تدفین کرکے یہاں دعائیں لے رہے ہیں تو یہ اس ایکشن کی وجہ سے ہم لے رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ صوبائی حکومت کو بھی ذمہ داری نبھانی چاہیے۔

ہم نے تو اس وقت بھی کہا تھا جب ہم الیکشن ہارے تھے کہ ہاں، ہم الیکشن ہارے ہیں اور طالبان جیتے ہیں۔ ہمارے لیڈرز حاجی بلور اور اسفند یار ولی نے یہ کہا تھا کہ ہمارے ہاں چیف الیکشن کمشنر حکیم اللہ محسود تھا، فخرو بھائی نہیں تھے۔ یہی بات آج ثابت ہوئی جب وہ کہتے ہیں کہ عمران خان ہماری طرف سے آئے۔ Although Imran Khan has refused لیکن انہوں نے تو نام دیا کہ وہ ہماری طرف سے آئے، ان کے کندھوں پر چڑھ کر یہ نیشنل اسمبلی میں بھی آکر بیٹھے ہوئے ہیں، ان کے کندھوں پر چڑھ کر وہ صوبائی حکومت بھی بنا رہے ہیں۔ آج جب ان کے کندھوں پر چڑھ کر انہوں نے اپنا مقصد حاصل کرلیا تو کہتے ہیں کہ میں نہیں جاتا۔ He may or may not go, it is not

the question. بات یہ ہے کہ 148 کے تحت insurgency کی صورت میں وفاقی حکومت کو اپنا کردار ادا کرنا چاہیے اور صوبائی حکومت کو بھی چاہیے کہ وہ وفاقی حکومت سے request کرے کہ ہم سے حالات قابو میں نہیں آسکتے، آپ ہمارے ساتھ مل کر کام کریں۔ دونوں حکومتوں کو چاہیے کہ اکٹھے کام کریں۔ دونوں حکومتوں کا قصور ہے، غریب لوگ مر رہے ہیں۔ خدا شاہد ہے کہ ہم گھر سے آیت الکرسی پڑھ کر اپنے اوپر پھونک کر نکلتے ہیں اور ہمیں پتا نہیں ہوتا کہ گھر واپس بھی آئیں گے یا نہیں۔ وہاں پختونخوا میں یہ حالات ہیں اور پھر پختونخوا کے ساتھ جو زیادتی ہوتی ہے، وہ اتنی بڑی زیادتی ہے کہ اس کی کوئی limit نہیں ہے، موجودہ حکومت اور خاص طور پر موجودہ فنانس منسٹر کے حوالے سے۔

پچھلی حکومت نے خیبر پختونخوا کو law and order کی وجہ سے ایک پیکج دیا تھا کیونکہ وہاں کاروبار کرنا، وہاں انڈسٹری چلانا ایک جہاد تھا۔ آج بھی وہی صورتحال ہے۔ موجودہ حکومت اسے کچھ دینے کی بجائے، پچھلی حکومت کے دیے ہوئے incentive کے بھی تین سالوں کے حسابات مانگ رہی ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ آخر اس ملک کو کدھر لے جایا جا رہا ہے، کیا اس صوبے کو پاکستان میں رکھنا چاہتے ہیں یا نہیں، ان لوگوں کی کیا planning ہے اور کیا planning نہیں ہے؟ یہ جو so called rightists ہیں، یہ تمام اکٹھے ہوگئے ہیں جبکہ ہم جو moderate قسم کے لوگ ہیں، ہم leftist نہیں بلکہ moderate ہیں، ہمیں تباہ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ہمارے پختونخوا میں یہ کون سا اسلام لانا چاہتے ہیں؟ وہاں کس جگہ اسلام نہیں ہے۔ خیبر پختونخوا میں تو الحمدللہ، تقریباً ہر شخص پانچ وقت کا نمازی ہے۔ ہم پر اللہ کا بڑا کرم ہے۔ وہاں گانوں کی فلمیں نہیں بنتیں، وہاں کوئی اسٹوڈیو نہیں ہیں۔ پورے خیبر پختونخوا میں کہیں ہیرا منڈی نہیں ہے۔ اگر مار پڑتی ہے تو ہمیں پڑتی ہے یا پھر بلوچستان کو پڑتی ہے۔ نہ بلوچستان میں کوئی اسٹوڈیو ہیں اور نہ خیبر پختونخوا میں کوئی اسٹوڈیو ہیں۔ یہ تباہی جو ہو رہی ہے ہمارے صوبے اور بلوچستان میں، کہا جاتا ہے کہ صوبائی حکومت کی ذمہ داری ہے، ٹھیک ہے صوبائی حکومت کا بھی حق ہے، اس کے پاس پولیس ہے لیکن the Federal Government has got more options. They have got Army, they have got Rangers and they have got FC. All these things lie under the command of the Federal Government. اگر پولیس کی بات کریں تو کتنی پولیس ہے، ابھی تک تو ہماری پولیس دہشت گردی کے حوالے سے train ہی نہیں ہوئی۔ ابھی میاں شہباز شریف صاحب اپنے ہاں اسے

train کرنے کی کوشش کررہے ہیں جبکہ ہمارے ہاں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ ہماری صوبائی حکومت سوئی ہوئی ہے۔ ہمارے ہاں ایسے لوگ بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ وہ شہید ہیں۔ کون شہید ہیں؟ بتائیں بشیر بلور کی شہادت نہیں تھی؟ یہ شہادت اس کو کہتے ہیں کہ جس نے مارا اور پھر قبول کیا کہ ہاں میں نے مارا ہے۔ بشیر بلور جیسے ہمارے ہزاروں آدمی مارے گئے ہیں۔ ہمارے کم از کم 750 ورکرز اور second leadership ماری گئی ہے۔ کیا اس وقت وہ شہید نہیں تھے؟ اس وقت تو ان کو شہید کہتے تھے جبکہ آج کہتے ہیں کہ مارنے والا جو accept کرتا ہے، وہ شہید ہے۔ ان لوگوں کو شرم نہیں آتی، کیا یہ خدا کو جواب نہیں دیں گے؟ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ یہ خدا کو اور اس کے رسول ﷺ کو ان باتوں کا جواب دیں گے یا نہیں۔ وفاقی حکومت آنکھیں بند کرکے بیٹھی ہوئی ہے جبکہ ہمیں ان کے رحم و کرم پر چھوڑا ہوا ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ کیا ہوگا۔ یہ جو مذاکراتی ٹیم بنی ہے، اس دوران بھی دھماکے ہورہے ہیں۔ At least the Government should take action according to 148. ضلع دیر میں میجر جنرل کو مارا گیا، ایک کرنل کو مارا گیا، پھر انہوں نے accept کیا کہ ہم نے مارا ہے جبکہ آج وہ شہید ہیں۔ آخر خدا کو بھی جواب دینا ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ آخر ہم کدھر جارہے ہیں۔

خدا کی قسم، اپنی چھوٹی سی سوچ اور ایک political worker کی سوچ کے مطابق، میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس طرح آج حالات چل رہے ہیں، آئندہ پانچ سات سال کے دوران پاکستان کے نقشے میں پختونخوا نہیں ہوگا۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ زاہد خان صاحب۔

سینیٹر محمد زاہد خان: شکریہ چیئرمین صاحب۔ جس طریقے سے میرے باقی ساتھیوں نے بات کی اور خاص طور پر نثار خان نے جس طرح آرٹیکل 148 کی بات کی، اس وقت میں سمجھتا ہوں کہ اس کی بہت ضرورت ہے۔ ملک میں جس طرح کی صورت حال کی طرف ہم بڑھ رہے ہیں اور آگے جارہے ہیں، سمجھ نہیں آتی کہ اس ملک کا کیا بنے گا، کیا ہوگا اور ان اٹھارہ یا بیس کروڑ عوام کا کیا حال ہوگا؟

جناب! اے۔ این۔ پی کبھی بھی صوبائی خودمختاری میں مداخلت کے حق میں نہیں رہی لیکن فیڈریشن کی جو ذمہ داری ہے، وہ ضرور ہم ان کو بتانا چاہتے ہیں کہ یہ آپ کی ذمہ داری ہے اور یہ صوبائی خودمختاری میں مداخلت نہیں ہے۔ جس طرح آپ نے سندھ میں کیا، چیف منسٹر کے ساتھ بیٹھے، law and order کی situation کو دیکھا اور پھر آپ نے decision لیا کہ یہاں targeted operation کرنا ہے۔ اسی طرح آپ نے بلوچستان کے حوالے سے بھی کیا، آپ بلوچستان کے چیف منسٹر کے ساتھ بیٹھے اور کہا کہ سندھ کی طرح یہاں بھی ہم ایک targeted operation کرتے ہیں۔

جناب! ہم پچھلے ڈیڑھ دو مہینوں سے چیخ رہے ہیں کہ ہمارے صوبے میں تقریباً سب کچھ طالبان کے رحم و کرم پر ہے۔ پشاور شہر میں کسی نے بھتہ خوری کا نام تک نہیں سنا تھا، آج وہاں سے تمام بزنس مین بھاگ رہے ہیں۔ صبح شام لوگوں کو پرچیاں جارہی ہیں۔ میرے دوست نثار خان نے نہیں بتایا، اس کے پاس ایک بندہ آیا، کہنے لگا تین لاکھ روپے دے دو، غریب آدمی ہے۔ اب اگر اس ملک کی یہ صورتِ حال ہو تو کم از کم فیڈریشن کا حق بنتا ہے کہ اپنے دائرہ اختیار کو استعمال کرے۔ دیکھیں! یہ foreign policy کس کے دائرۂ اختیار میں ہے؟ کیا یہ وفاقی حکومت کے دائرۂ اختیار میں نہیں ہے؟ مواصلات کس کے اختیار میں ہے، کیا یہ وفاقی حکومت کے اختیار میں نہیں ہے؟ ہم تقریباً ساٹھ دنوں سے چیخ رہے ہیں کہ جس پارٹی کی صوبائی حکومت ہے، وہ قانون اور آئین کی violation کررہی ہے، انہوں نے اپنے ورکرز کو نکال کر سڑکوں پر کھڑا کیا ہوا ہے اور سڑکوں پر ڈرائیوروں کو روک رہے ہیں۔ چاہے وہ افغان ٹرانزٹ کی گاڑیاں ہوں، ہمارے اپنے بزنس مین جو ان کے ساتھ ٹریڈ کررہے ہیں، ان کی گاڑیوں کے تالے توڑتے ہیں اور سامان چیک کرتے ہیں۔ آیا یہ وفاقی حکومت کا حق نہیں بنتا تھا کہ ان سے پوچھتے کہ آپ نے جو ایکشن لیا ہے اور آپ کے ورکرز سڑکوں پر ہیں تو ایسا کیوں کررہے ہیں؟ انسپکٹر جنرل آف پولیس جو پولیس کے سربراہ ہوتے ہیں، ہم نے کہا کہ ان سے پوچھیں۔ کل پشاور کے سینما گھر میں ایک واقعہ ہوا، میں نے ایک پٹی پڑھی کہ وزیر داخلہ نے .I.G سے رپورٹ مانگی۔ اگر وہ رپورٹ مانگی جاسکتی ہے تو یہ کیوں نہیں کہہ سکتے کہ جب افغان ٹریڈ کو ہماری سڑکوں پر بند کیا گیا تو آپ نے جو قانون اور آئین کی violation کی، اس کا کیا جواز ہے؟ ایک عام ورکر کو آپ کس طرح اجازت دیتے ہیں کہ وہ fundamental rights کی violation کرے۔ انہیں یہ حق کس نے دیا

ہے اور فیڈریشن اس پر کیوں آنکھیں بند کرکے بیٹھی ہوئی ہے؟ کیا یہ اس .I.G سے پوچھ نہیں سکتے یا اسے بلا نہیں سکتے؟ جہاں تک افغان ٹرانزٹ ٹریڈ کی بات ہے تو اس وقت %73 ایران کی طرف چلی گئی ہے اور اس راستے سے ٹریڈ ہورہی ہے۔ ہمارے لوگ جو ٹرانسپورٹرز تھے، ہمارے ہوٹل جہاں لوگ کام کرتے تھے، جہاں وہ چائے اور روٹی بیچتے تھے، جو مزدور تھے اور loading اور unloading کا کام کرتے تھے، ہمارے اپنے traders جو یہاں سے چیزیں بھیجتے تھے، وہ سارا کام ٹھپ ہوچکا ہے۔ اب اس پر توجہ دینا توآپ کا کام ہے کیونکہ foreign policy توآپ کی ہے۔ اگرآپ نے نیٹو سپلائی بند کرنی ہے تو بےشک کردیں لیکن آپ ان سے ضرور پوچھیں کہ بابا آپ کو یہ حق کس نے دیا کہ اپنے workers کو ان سڑکوں پر لے آئیں جن پر فیڈریشن کا دائرہ اختیار ہے۔ Foreign policy پر بھی فیڈریشن کا دائرہ اختیار ہے اور communication and G.T. Road فیڈریشن کے پاس ہے۔ آپ نے کس capacity میں بچوں اور لوگوں کو نکال کر سڑکوں پر کھڑا کیا۔ ساٹھ دن گزر گئے، پیسے لیے گئے اور لوگوں کو مارا گیا مگر کسی نے پوچھا تک نہیں ۔ اس لیے ہم چیخ رہے ہیں اور جیسے نثار خان صاحب نے بات کی کہ وہاں یہ صورت حال بتدریج بڑھتی جارہی ہے۔ وہاں حکومت کی رٹ نام کی کوئی چیز نظر نہیں آرہی، آپ کب تک سوئے رہیں گے۔

اب dialogues کی بات کی جارہی ہے اور dialogues کے لیے جن لوگوں کو طالبان نے نامزد کیا تھا ان میں سے دو تو بھاگ گئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے کمیٹی میں شامل نہیں ہونا کیونکہ وہ قوم کو face نہیں کرسکتے۔ قوم جو چاہتی ہے، حکمرانوں کا کام ہے کہ وہ قوم کو follow کریں کہ وہ کس طرح بات کرنا چاہتی ہے۔ یہ بھی نہیں پتا کہ آپ dialogues کس طرح کریں گے۔ آپ کیا چاہتے ہیں اور وہ کیا چاہتے ہیں۔ کل میں مولانا عبدالعزیز کو سن رہا تھا جو کہہ رہے تھے کہ آپ آج اعلان کردیں کہ شریعت نافذ ہوگی تو مسئلہ ہی ختم ہوجائے گا۔ یہ نہیں پتا کہ وہ کونسی شریعت چاہتے ہیں۔ الیاس خان صاحب کہہ رہے ہیں کہ وہ تو ہمارے ہاں ہے مگر وہ اس اسلام کو نہیں مانتے ہیں۔

آپ کو یاد ہوگا کہ جب افغانستان میں طالبان آئے توآپ اور ہمارے جیسے لوگوں کو پکڑ کر کہتے تھے کہ شیو نہ کرو۔ اس کو تو چھوڑیں وہ لالٹین کا شیشہ داڑھی پر لگاتے تھے کہ یہ اس سے چھوٹی ہے یا بڑی ہے۔ یہ اس چیز کو اسلام کہتے تھے۔ یہ لطیفہ نہیں ہے ایک شخص کہہ رہا تھا کہ میں کابل سے جلال آباد آرہا

تھا جس کے دوران انہوں نے ہمیں تین جگہ روکا اور کہا کہ نماز پڑھو۔ ایک جگہ ہم نے نماز پڑھی۔ آگے گئے تو دوسرے کھڑے تھے انہوں نے بھی کہا کہ ادھر نماز پڑھیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم تو پیچھے پڑھ کر آئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نہیں وہ ادھر پڑھی ہے ادھر دوبارہ پڑھیں۔ پھر جب ہم آگے آئے تو تیسری جگہ پر ہمیں روکا گیا اور کہا کہ آپ نماز پڑھیں۔ انہوں نے کہا کہ دو دفعہ تو ہم پڑھ چکے ہیں تو انہوں نے کہا کہ نہیں جی ادھر وقت ہے لہذا ادھر بھی پڑھ لیں۔ یہ ان کا اسلام ہے۔

جناب اسلام سے کوئی منکر نہیں ہے لیکن کیا یہ اسلام ہے کہ ہر مولوی اپنے مطلب کا اسلام لا کر ہم پر نافذ کرے۔ کل میں اخبار میں پڑھ رہا تھا جو کالے برقعوں والی عورتیں لوگوں کے گھروں میں جا کر عورتوں کو پکڑ کر مدرسے میں لا کر بند کردیتی تھیں، کل انہوں نے پھر ٹی وی پر پریس کانفرنس کی۔ یار آپ ہمارے ملک کو کس طرف لے کر جانا چاہ رہے ہیں۔ آپ کیوں غفلت میں ہیں؟ آپ کیوں سو رہے ہیں اور 2014ء تو اتنا خطرناک ہے کہ آج ہم جو ادھر بیٹھے ہوئے ہیں تو شاید ہم یہاں بیٹھ بھی نہ سکیں۔ اگر افغانستان میں civil war شروع ہوتی ہے اور لوگ واپس آتے ہیں، وہ لوگ جنہیں ہم بھائی کہتے ہیں، ہم نہیں ہماری کچھ پارٹیاں کہتی ہیں، وہ کہیں گے کہ اگر افغانستان میں اسلامی نظام آسکتا ہے تو وہ والا اسلام میں ادھر کیوں نہیں لاسکتا۔ میں تو ان سے زیادہ مضبوط ہوں۔ آپ مجھے بتادیں کہ پھر ہم کہاں کھڑے ہوں گے۔

اس لیے پہلے حکومت کو چاہیے کہ ہمیں جن باتوں کا کوئی جواب نہیں ملا ان کا جواب دے۔ ہم یہاں point of order کھڑے ہو کر یہ کہتے رہے اور روتے رہے کہ ہمارے صوبے میں یہ کچھ ہو رہا ہے۔ آج ہمیں کوئی Article 148 کے بارے میں جواب تو دے کہ ان کی ذمہ داری کیا ہے۔ کیا یہ اپنی ذمہ داری کو سمجھتے ہیں؟ کیا یہ Article 148 کو سمجھتے ہیں۔ اگر سمجھتے ہیں تو اس کے دائرہ اختیار میں رہتے ہوئے وہ کیا کرنا چاہتے ہیں؟ ہم یہ کبھی نہیں کہتے ہیں کہ آپ صوبائی خودمختاری میں مداخلت کریں لیکن کم ازکم وہاں کی law and order situation کو آپ ان سے discuss تو کریں۔ آپ ان سے پوچھیں کہ بابا ایسا کیوں ہو رہا ہے؟

میرے ساتھی نے چرچ کے بارے میں کہا ہے انہوں نے چرچ پر حملے کی ذمہ داری بھی قبول کی تھی، حافظ جنداللہ نے قبول کی تھی جیسے انہوں نے کہا کہ tribal area میں یہ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔

کیا چین آپ سے خوش ہے؟ وہ بھی آپ پر الزام لگا رہا ہے کہ آپ کے لوگ training لے کر ہمارے ہاں سنکیانگ میں آکر مداخلت کرتے ہیں۔ کئی بار آپ نے ان کو لوگ پکڑ کر دیے ہیں۔ کیا آپ اپنا علاقہ اس کے لیے استعمال کرنے دیتے ہیں؟ ٹھیک ہے ڈرون حملے غلط ہیں لیکن کیا یہ غلط بات نہیں ہے جو دوسرے ممالک سے لوگ آکر یہاں بیٹھے ہیں اور دوسرے ملکوں میں دہشت گردی کرتے ہیں۔ کیا ہماری state کا کام نہیں ہے، اس کی ذمہ داری نہیں ہے کہ وہ ان لوگوں کو روکے جو ہمارے nationals نہیں ہیں اور دنیا سے آکر ہماری سرزمین سے دوسرے ملکوں میں دہشت گردی کرتے ہیں۔ میں صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ ہم حکومت سے امید رکھتے ہیں، آج نثار خان صاحب نے Article 148 کا حوالہ دیا اس پر جو ہمارے خدشات ہیں ان پر ہمیں جواب دے دیں۔ مہربانی ہو گی۔

جناب چیئرمین: عبدالرؤف صاحب۔

سینیٹر عبدالرؤف: شکریہ۔ جناب چیئرمین! آج اس تحریک کے حوالے سے نثار خان نے جو بات کی ہے میں اسے appreciate کرتا ہوں۔ تمام دوستوں کی توجہ ایک اہم نکتے کی طرف دلانا چاہوں گا کہ جو موجودہ صورت حال بنی ہے اور ہم جو Article 148 کے حوالے سے بات کر رہے ہیں اس بارے میں، میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ صورت حال کیوں بنی۔ آج اس Article 148 کے حوالے سے جو بحث جاری ہے اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ جب ہم صوبائی خودمختاری کی بات کرتے ہیں اور صوبوں میں Law and order کے حوالے سے ان کی ذمہ داریوں کے حوالے سے بات کرتے ہیں تو ہم بھول جاتے ہیں کہ آج صوبوں کو یہ صورت حال وراثت میں ملی ہے اور۔ جنرل ضیاالحق سے لے کر پرویز مشرف کے دور تک جتنی حکومتیں آئیں انہوں نے اس خارجہ اور داخلہ پالیسی کے تحت ان جابر اور ظالم قوتوں کو ہمارے ملک میں لا کر پناہ دی۔ ان کو green passport دیئے۔ میں نے اس ایوان میں بار بار یہ بات کہی ہے۔ نثار خان صاحب نے ایک بات کی کہ ہمارے ہمسایہ ممالک جن میں چاہے افغانستان ہو، ایران ہو، چین ہو یا ہندوستان ہو، یہ ان کی طرف سے ہو رہا ہے۔ جب ہم یہ بات کرتے ہیں تو ہم یہ کیوں بھول جاتے ہیں کہ ان قوتوں کو ہم نے لا کر یہاں جمع کیا، training دی اور ان کو یہاں facilitate کیا اور ان کو ہم نے یہ ڈیوٹی دی کہ آپ نے ہمسایہ ممالک میں جا کر فلاں فلاں مداخلتیں کرنی ہیں اور یہ کام ضیاالحق کے دور میں شروع ہوا۔ ان کو اتنا support کیا گیا کہ وہ بیج

پھیلتے پھیلتے آج آپ کے دار الخلافہ اسلام آباد تک، آپ کے تمام شہروں تک، تمام صوبوں تک پھیل چکا ہے۔ وہ جن جو ہم نے دوسروں کے لیے پال رکھا تھاآج وہ جن بوتل سے باہر آکر ہم پر حملہ آور ہوا ہے اور خصوصاً میں یہ بات کہوں گا کہ پختون خوا پر حملہ آور ہوا ہے اور وہاں قتل عام کیا ہے۔ ہمارے دوستوں نے یہاں پر بات کی ہے، اے این پی والے دوستوں نے اس ملک میں جمہوریت کے لیے اور امن امان کے حوالے سے بڑی قربانیاں دی ہیں۔

ہمارے صوبہ بلوچستان میں جو صورت حال بنتی جا رہی ہے آپ یقین کریں بیس پچیس سال سے جلسے جلوسوں اور انٹرویو کے ذریعے، ہم یہ بات کر کر کے تھک گئے ہیں کہ بھئی آپ نے جس راہ کا انتخاب کیا ہے اس کا اس ملک میں بربادی، قتل عام، ظلم اور جبر کے سوا کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا۔ ہم نے دیکھا سوات میں جو کچھ ہوا، آج مالاکنڈ میں جو کچھ ہونے جا رہا ہے، وزیرستان میں جو کچھ ہو رہا ہے، اسلام آباد میں جو کچھ ہوا، بلوچستان صوبے میں جو کچھ ہو رہا ہے، کوئٹہ شہر میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کا بنیادی سبب ہے وہ پالیسی جس کو ہم نے جاری کر کے اور دوام دے کر اس مقام تک پہنچایا اور اس کے ذریعے ہم نے یہاں پر جہادی کلچر کو فروغ دیا۔ ہم لوگوں کو باہر سے لائے، صومالیہ سے لے کر چیچنیا تک، چیچنیا سے لے کر الجزائر تک، سعودی عرب اور دیگر ممالک میں جو لوگ حکومتوں کو قبول نہیں تھے وہ وہاں سے یہاں آئے، ہم نے ان کو یہاں بٹھائے رکھا اور اس پالیسی کو دوام دیتے رہے۔ آج اس ملک کی یہ صورت حال ہے کہ آپ کو کسی شہر میں امن نظر نہیں آرہا۔

جناب چیئرمین! کہنے کا مقصد دراصل یہ ہے کہ اب موجودہ حکومت کو جب ہم دیکھتے ہیں تو ہمیں ایک سنجیدگی نظر آرہی ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس حکومت کو ایک مینڈیٹ اور بھی حاصل ہے کہ آج تمام پارٹیوں نے مل کر موجودہ حکومت کو یہ مینڈیٹ دیا ہے کہ وہ بات چیت کے ذریعے وہ راہ نکالے جس سے ہمیں امن ملے، اس ملک کو امن ملے، پشاور کو امن ملے، کراچی کو امن ملے، اسلام آباد کو امن ملے اور کوئٹہ کو امن ملے۔ یہ سب سے بڑی حقیقت ہے کہ گزشتہ چار دہائیوں میں، میں یہ کہوں گا کہ پہلی بار موجودہ حکومت کو یہ مینڈیٹ ملا ہے کہ وہ ان مسائل کو آگے بڑھاتے ہوئے سنجیدگی کے ساتھ ان پالیسیوں کو بدلیں جو ضیاء الحق کے دور سے شروع ہوئیں اور پرویز مشرف تک باقاعدہ ان کو دوام دیا گیا اور ان پالیسیوں کو جاری رکھا گیا۔ آج وقت ہے کہ تمام parliamentarians مل کر اس بات پر

ذرا سوچیں کہ اس ملک کو ہم نے چلانا ہے، ایک بار پھر میں اس بات پر زور دوں گا کہ اس ملک میں کسی چیز کی کمی نہیں ہے۔ آپ کے پاس وسائل کی کمی نہیں ہے، آپ کے پاس صوبوں کی کمی نہیں ہے، پانی کی کمی نہیں ہے، معدنی وسائل کی کمی نہیں ہے۔ ہم nationalist forces اسی وقت سے یہ بات کہتے چلے آرہے ہیں کہ خدا کے لیے اپنے ملک پر توجہ دیں، اپنے وسائل پر توجہ دیں، اپنی agriculture پر توجہ دیں، اپنی صنعتوں پر توجہ دیں۔ بجائے اس کے کہ ہم ایشیاء کا tiger بننا چاہتے ہیں، کبھی ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اس زون میں tiger بننا چاہتے ہیں اور اس کے لیے جس طرح دوستوں نے کہا، پچھلے دنوں میں نے کہا تھا کہ چین ہم سے ناراض، ایران ہم سے ناراض، ہندوستان کے ساتھ تو ہم نے باقاعدہ دشمنی مول لے رکھی ہے اور افغانستان کے بارے میں اگر یہ رائے ہے، نثار خان کو ذرا یہ بات گوش گزار کرانا چاہتا ہوں کہ وہ ہمارا پانچواں صوبہ بنے گا اور اس کے لیے ہم تمام دنیا کی قوتوں کو جمع کرکے اس کے وسائل پر قبضہ کرنے کے خواب دیکھتے رہے ہیں، پھر نہ آپ کے ملک میں امن آئے گا، نہ آپ کے صوبوں میں امن آئے گا اور خیبر پختونخوا نے جتنی قربانی دی۔ ایک فقرہ میں اور کہوں گا اپنی موجودہ حکومت سے کہ لوگ یہ سوچنے پر مجبور ہیں کہ جب ہمارے خیبر پختونخوا میں قتل عام جاری ہے، جب بلوچستان میں قتل عام ہو رہا ہے، لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جب راولپنڈی میں ایک دھماکہ ہوا تو اگلے دن ہمیں حکومت اور تمام ادارے حرکت میں نظر آئے تو لوگ یہ سوال کرتے ہیں کہ آیا خیبر پختونخوا میں جو ہمارے عوام مر رہے ہیں کیا وہ اس ملک کے باشندے نہیں ہیں؟ کیا بلوچستان میں ہمارے عوام مر رہے ہیں وہ اس ملک کے باشندے نہیں ہیں؟ اس لیے ہم یہ کہنا چاہتے ہیں، بار بار اس بات پر زور دے رہا ہوں کہ خدا کے لیے ان پالیسیوں میں اب تبدیلی آنی چاہیے۔ اب یہ حقائق تسلیم کرنے چاہییں کہ ایسی خارجہ پالیسی ہو جس میں ہم عدم مداخلت کی بنیاد پر اپنے ہمسایہ ممالک کے ساتھ بہترین تعلقات قائم کر سکیں ہم کسی کے گھر میں مداخلت نہ کریں، اس کے بعد ہمیں یہ حق پہنچتا ہے کہ ہم اپنے گھر میں بھی کسی کی مداخلت برداشت نہ کریں لیکن اگر ہم کسی کے گھر میں روزانہ پتھر پھینکتے رہیں اور خود شیشے کے گھر میں بیٹھ کر یہ سمجھتے رہیں کہ وہاں سے ہمیں جواب نہیں آئے گا اور وہاں سے لوگ ہمیں پھولوں کے گلدستے بھیجیں گے، یہ ناممکن ہے۔ اس لیے موجودہ حکومت کو بہت بڑا challenge درپیش ہے اور اس حوالے سے میں کہتا ہوں کہ یہ حکومت خوش قسمت بھی ہے کہ اس میں تمام political parties جتنی بھی ہیں، چاہے حزب اختلاف ہے، چاہے آزاد اپوزیشن ہے، چاہے حکومت میں جتنی بھی پارٹیاں شامل

ہیں سب نے ان کو مینڈیٹ دے رکھا ہے اور میں یہ کہوں گا کہ ان عوامل کے ساتھ اپنی خارجہ اور داخلہ پالیسی دونوں کو مدنظر رکھ کر ایسی پالیسی بنائی جائے جو ہمارے ملک کے عوام کے استحکام کے لیے، روزگار کے لیے اور بہترین مستقبل کے لیے ہو اور ہم اپنی تمام تر صلاحیتیں بروئے کار لائیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: راجہ محمد ظفرالحق صاحب! جیسا کہ وہ decision Business Advisory Committee میں ہوا ہے، چوہدری صاحب! آپ کی بھی توجہ چاہیے تھی۔ Business Advisory Committee میں یہ decide ہوا تھا کہ بہت ساری adjournment motions ہیں ان کو club کرکے ایک motion پیش کی جائے گی to discuss the political and law and order situation with particular reference to recent terrorist activities in the country. This was a decision in the Business Advisory Committee. اس کے لیے پھر we have to move a motion and we have to suspend the rules and then it could be brought on the Orders of the Day for tomorrow. تو ابھی جو motion commenced ہے، particularly it is also related to all those things which would come under discussion tomorrow. It would be more appropriate if we conclude the discussion on this motion. The motion has been talked out and we are bringing another motion to discuss the political and law and order situation in the country. So, that would be more appropriate, what do you suggest?

سینیٹر راجہ محمد ظفرالحق: جناب چیئرمین! وہاں یہ بات ہوئی تھی کہ جو dialogue کا issue ہے اس کو میرے خیال میں تھوڑا وقت دیا جائے کہ وہ اپنی کوئی shape اختیار کرے جس پر specific بات ہو سکے۔ وہ اس وقت embryonic stage پر ہے تو بجائے اس کے کہ ہر معاملے میں اسی کو لایا جائے، law and order کے اوپر اگر رکھا جائے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: آپ اس motion کو ذرا دیکھ لیں۔

Let the Leader of the House examine that. So, in the meantime the present motion has been talked out. Mian Raza Rabbani *Sahib*, please move the motion.

Senator Mian Raza Rabbani: Thank you sir, I beg to move under Rule 263 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012, that the requirement of Rules 25, 26, 29, 30 and 133 read with Rule 218 of the said Rules be dispensed with in order to enable the House to discuss the political and Law and Order situation with particular reference to recent terrorist activities in the country under Rule 212.

Mr. Chairman: It has been moved under Rule 263 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012, the requirement of the Rules 25, 26, 29, 30 and 133 read with Rule 218 of the said Rules be dispensed with in order to enable the House to discuss the political and Law and Order situation with particular reference to recent terrorist activities in the country under Rule 212.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion is carried. Please move the motion.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I beg to move that

> "the House may discuss the political and Law and Order situation with particular reference to recent terrorist activities in the country.".

Mr. Chairman: The discussion on the motion will be held subsequently. So, we take up the points of order now. I think, there is no point of order. So, the House stands adjourned to meet again on Tuesday, the 4th February, 2014 at 10:30 a.m.

[The House was then adjourned to meet on Tuesday, the 4th February, 2014 at 10:30 a.m.]